

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# شمس المآل

## مقام اشاعت

جامع مسجد بھیرہ (پنجاب)

جلد ۹ باب ۹ جنوری ۱۹۳۸ء تا ۱۵ دسمبر ۱۹۳۸ء منبر

نمبر شمار	فہرست	مضامین	صفحہ
۱	باب التفسیر (معارف قرآن)	ادارہ	۲
۲	باب الحدیث	"	۳
۳	معرکہ یرموک (تاریخ و عبر)	جناب مولانا قطب الدین صاحب (جنگ)	۶
۴	شذرات	(مدیر)	۱۰
۵	عرض حال	(مدیر)	۱۶
۶	سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ	جناب مولوی حبیب اللہ صاحب مبلغ خزانہ الصفا	۱۷
۷	بخوم ہدایت	جناب مولوی محمد حسین صاحب شوق پیدل	۲۵
۸	سبر گنبد کے مکس سے خطاب	جناب حاجی بنی احمد صاحب یرموی	۲۷
۹	آخری نبی	مولوی حبیب اللہ صاحب مبلغ خزانہ الصفا	۲۸
۱۰	عجائبات مرزا	" " " " " "	۳۰
۱۱	نوجوان سے خطاب	میرزا محمد سعید اللہ خان صاحب فاروق	۳۶
۱۲	آزادی رائے اور مذہب	مولانا محمد عثمان صاحب فاروقی	۳۳
۱۳	غزل	جناب غلام حسین صاحب شاکر صدیقی شاہ پور	۳۸
۱۴	تشکر و امتنان	بینچر	۳۹

# معارف قرآن

## بَابُ التَّقْبِيرِ

إِنَّ اللَّهَ لَا يَتَسَخَّرُ مِنْ شَيْءٍ إِنَّ يَصُوبَ مَثَلًا مَا بَعُوضَةٌ فَمَا تُوقِعُهَا فَمَا لِلَّذِينَ آمَنُوا  
فِيَعْمَلُونَ إِنَّهُ أَخْلَقَ مِنْ رَبِّهِمْ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ  
هَذَا مَثَلًا بَصُلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ  
الَّذِينَ يَقْضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ أَجْلِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ  
يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ هُمُ الْخَائِدُونَ

ترجمہ بے شک اللہ شرمانا نہیں کہ مثال بیان کرے ایک مچھر کی یا اس سے اور پھر جو لوگ مومن ہیں وہ یقیناً جانتے ہیں کہ مثال ان کے رب کی طرف سے باوقوع ہے اور جو منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس مثال سے اللہ کی کیا غرض تھی مگر اہ کرنا ہے خدا تعالیٰ اس مثال سے ہتھیروں کو اور ہدایت کرنا ہے اس سے ہتھیروں کو اور گمراہ نہیں کرنا اس مثال سے کسی کو مگر بدکاروں کو جو ٹوڑتے ہیں خدا کے معاہدہ کو مضبوط کرنے کے بعد اور قطع کرتے ہیں اس چیز کو جسے چھپنے کا خدا نے حکم دیا ہے اور خدا کرتے ہیں ملک میں وہی ٹوٹا پانے والے ہیں (قرآن مجید پارہ اول ص ۳)

مومنین منکرین اور منافقین کے خصائص بیان کرنے کے بعد منکرین کو چیلنج دیا گیا تھا کہ تم قرآن کو کلام الہی نہیں مانتے۔ اگر ہمت ہے تو بے ملکہ اپنی بشری طاقتوں کو تترجیح کر کے اس کتاب کی ایک چھوٹی سے چھوٹی سورۃ کے مقابلہ میں ایک سو فیصد بگاڑ پیش کرو۔ اور اگر پیش نہ کر سکو تو پھر اس کلام کو کسی بشر کا کلام کہنے سے باز آ جاؤ۔ اور جہنم کے اندر جن بننے سے بچو۔

کفار اس سختی اور چیلنج کا جواب دینے سے عاجز ہو کر کہنے لگے۔ کہ اس کلام میں تحقیر اشیاء کا ذکر ہے یعنی بتوں کا کھسکا جیسی تحقیر جانور کے پیدا کرنے سے عاجز ہوا۔ وغیرہ وغیرہ ایسی کلام کو خدا کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ایسی مثالوں کے بیان کرنے میں شرم اور عار کی کوئی وجہ نہیں مثال اور مثال میں مطابقت ضروری ہے مثلاً اگر حقیر ہوگا۔ تو اسکی مثال بھی حقیر ہوگی عقل والے اس مثال سے سبق حاصل کر لیں گے۔ ایمانداروں نے مثال سے مثال لے کر حقیقت معلوم کر لی ہے مگر کفار کو بجز اعتراض کے اور کچھ حاصل نہیں ہوا ایمانداروں کے لئے ایسی مثالیں باعث ہدایت ہیں۔ اور جن کے دل کج ہیں اور جو نافرمان ہیں وہ زیادہ گمراہ ہوتے ہیں، ان کو ایک سیحی بات اللہ نے بتلائی تھی۔ کہ تم لوگ اگر قرآن کو کلام انسانی جانتے ہو تو تم بھی ایسا کچھ نہ لادو۔ جب اس میں سب عاجز رہے۔ تو قرآن کو کلام الہی جاننے اور اس کی مثالوں سے عبرت پکڑنے میں کسی کو کوئی عذر کا موقع باقی نہیں رہا تھا۔

گمراہ گمراہ ہونے والے وہی لوگ ہیں جن سے تورات میں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا عہد لیا گیا تھا یا جو  
نظاہر ایمان لاکر نفاق کی مرض میں مبتلا تھے۔ اور مکہ کے کافر جو قرآن ہدایت کی تعلقات کو قطع کر کے صلہ رحمی کے بجائے قطع رحمی  
کر رہے تھے۔ اور اس طرح ملک میں فساد کے باعث بنے ہوئے تھے۔ اللہ کریم نے ان سب کے متعلق فرمایا۔ کہ انکی ان باتوں  
سے ان کو ہی نقصان پہنچا۔ قرآن کی بیشکونی پوری ہو کر ہی دنیا نے دیکھا کہ خزیرۃ العرب ایسے ناپاک وجودوں سے کیسے خالی ہو  
گیا۔ اور اسلام کا لوہچکا۔ کفر غارت ہوا اور ایمانداروں کو سطوت کبریٰ حاصل ہوئی۔

## باب الحدیث

علم دین کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور نا اہل کو  
علم سکھانا ایسا ہے جیسے کوئی شخص خنزیر کو جو اسر اور  
موتی اور سونا پنا دے۔

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه  
وسلم طلب العلم فرض على كل مسلم وواضح  
العلم عند غير اهله كمن قلد الخنازير الحواجر واللؤلؤ

ابن ماجہ

والذهب

جو شخص علم کی تلاش میں نکلا۔ وہ اس وقت تک  
اللہ کے راستہ میں رہے گا جب تک واپس آئے۔

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من  
خرج في طلب العلم فهو في سبيل الله حتى يرجع

ترمذی ودارمی

جس شخص کے ساتھ اللہ بہتری کا ارادہ کرتا ہے اس کو  
دین کا فقیہ اور عالم بنا دیتا ہے۔ اور میں باطنیوں اور  
اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

عن معاوية قال قال رسول الله صلى الله عليه  
وسلم من يراد الله به خيرا فيقضه في الدين وانما  
انا قاسم والله يعطي (بخاری و مسلم)

ایک فقیہ شیطان پرست راہبوں سے زیادہ سخت ہے  
کیونکہ فقیہ اس ملعون کے دھوکے میں نہیں آتا۔ اور  
دوسروں کو بھی اسکے مکر سے بچاتا ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه  
وسلم فقيه واحد اشد على الشيطان من الف  
عاجد (ترمذی و ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد میں دو مجلسوں کے  
قرب گزرتے تو فرمایا یہ دونوں بہترین گران میں سے  
ایک دوسرے سے افضل ہے یہ تو اللہ سے دعا کرتے ہیں  
اور اس کی طرف رغبت رکھتے ہیں۔ اگر وہ چاہے تو ان کو

عن عبد الله بن عمر وان رسول الله صلى الله عليه  
وسلم مجلسين في مسجد فقال كلاهما على خير  
واحدما افضل من صاحبه اما هؤلاء فيدعون الله  
ويرغبون اليه فان شاء اعطاهم وان شاء منعهم واما

هو لا یرفعون الفقہ او العابد و تعلیمون الجاہل  
فہو افضل و انما یبحث معلما ثم جلس فیہم  
(داری)

فضل العالم علی العابد کفضل علی اذناکم  
(ترمذی عن ابی امامہ)

الکلمۃ الحکمۃ ضالۃ الحکیم فحیت وجد ہما فہو  
احق بحما (ترمذی و ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ رض)

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم من سئل عن علمہ علمہ ثم کتمہ الحکم یوم  
القیامۃ بلجام من نار (احمد ابو داؤد - ترمذی)

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم من تعلم علما ما یتنبی بہ وجہ اللہ لا ینفعہ  
الا یصیب بہ عرضا من الدنیا لیمجد عرف الجنۃ  
یوم القیامۃ یعنی ریحما (احمد ابو داؤد - ابن ماجہ)

عن کعب بن مالک قال قال رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم من طلب العلم لیجاری بہ العلماء  
او لیجاری بہ السفہاء او یصوف بہ وجہ الناس الیہ  
ادخلہ اللہ النار - (ترمذی)

عن ابی ہریرۃ رض قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم من افتی بغير علیہ کان اثمہ علی من افتاء و  
ومن اشار علی اخیہ باجر لعلہ ان الرشید فی غیرہ  
فقد خافہ (ابو داؤد)

عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم مثل علم لا ینفع بہ کمثل کنز لا  
ینفق منہ فی سبیل اللہ (احمد - داری)

عطا کرے اور اگر چاہے تو منع کر دے مگر یہ فقہ یا علم سیکھنے اور  
جاہل کو تعلیم دیتے ہیں پس یہی افضل ہیں اور میں بھی معلم  
بن کر بھیجا گیا ہوں پھر آپ انہیں لوگوں میں بیٹھ گئے۔

عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم  
میں سے ایک اونٹنی شخص پر۔

کلمہ حکمت حکیم کی گم شدہ چیز ہے۔ تو وہ جہاں کہیں اسکو  
پائے اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔

جب شخص سے کوئی علمی بات پوچھی جائے جو اسے معلوم  
ہے پھر وہ اس کو چھپائے۔ تو قیامت کے روز اسکو نہیں  
آگ کی لگام دی جائے گی۔

جو شخص ایسا علم کرے اس سے اللہ کی رضا طلب کی جاتی ہے  
فقط اس لئے سیکھے کہ دنیا کا اسباب حاصل کرے وہ جنت  
کی خوشبو قیامت کے دن نہ سونگھ سکے گا۔

جو شخص اس واسطے علم طلب کر لگا کہ اس سے عالموں  
کا مقابلہ کرے یا اپنی طرف لوگوں کو متوجہ کرے اس کو اللہ  
دور رخ میں داخل کر لگا۔

جو شخص انبیاء علم کے فتویٰ دیکھا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے  
و اسے پرہوگا۔ اور جو شخص اپنے بھائی کو ایسے امر کی طرف  
اشارہ کرے جسکے متعلق وہ جانتا ہے کہ ہدایت اس کے خلاف  
میں ہے۔ تو وہ اس کی خیانت کرتا ہے۔

وہ علم جس سے نفع حاصل نہ ہو اس خزانہ کی طرح ہے  
جس میں سے خدا کے راستہ میں خرچ نہ کیا جائے۔

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول نفعوا اللہ امرأ سمع منا شيئاً فبلغه کر جس طرح سنی ہے اسی طرح پہنچا دے۔ پس بہت سی کہما سمع فرب مبلغ اوعى لہ من سامع زندیان مج وہ لوگ جن کو پہنچے سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلغوا حضور نے فرمایا میری جانب سے ”لوگوں تک“ احکام پہنچاؤ عنی ولو اویہ وحد ثوا عن بنی اسرائیل و کالج اگرچہ ایک ہی آیت کہیں نہ ہو۔ اور بنی اسرائیل کی باتیں بیان ومن کذب علی متخذ اخیلتوا مقعدہ من النار کہ وہ کوئی حرج نہیں۔ اور جو شخص مجھ پر قصد افتخار کرے گا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں تلاش کرے۔ (بخاری۔ عن عبد اللہ بن عمرو)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال جو شخص قرآن شریف میں اپنی رائے سے کچھ کہے۔ اور وہ فی القرآن براءۃ فاصاب فخطا و زندی و ابوداؤد اتفاق سے صحیح ہو۔ تو بھی خطا ہے۔

## نقد و نظر

ہدایت الشیعہ مولف مولوی ابو محمد امام الدین صاحب خطیب جامع مسجد کوٹلی لوہاواں مغربی ضلع سیالکوٹ، شیعوں کے رو میں عمدہ رسالہ ہے۔ مصنف ممدوح سہ نسبتیت ۲ دستیاب ہو سکتا ہے۔ حضرات خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلا و صداقت کے اثبات میں قرآن مجید اور کتب امامیہ سے استدلال کیا گیا ہے، حجم ۲۰ صفحے لکھائی و چھپائی عمدہ ہے

نصیر المنطق مرتبہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب عباسی پشاور، صدر مدرس مدرسہ طبع العلوم مناسیہ صفیات ۲، طباعت و کتابت عمدہ اردو زبان میں ایک ایسے رسالہ کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جو منطق کو اردو زبان طبقہ کے لئے آسان اور سہل بنا دے۔ مولانا محمد یوسف صاحب نے یہ رسالہ لکھ کر طلبہ پر احسان عظیم کیا ہے۔ ابتدائی مسائل کو نہایت آسان مثالوں سے ایسا واضح کیا گیا ہے کہ ہر استاذ کے طالب علم کے ذہن میں چم جائے۔ بعض مثالوں کے بیان کرنے میں تبلیغی پہلو بھی مد نظر رکھا گیا ہے تاکہ طلبہ کے ذہن میں عقائد اسلام بھی راسخ ہوتے جائیں۔ ایسے مفید رسالہ کی تالیف پر مولانا ممدوح بہ تبریک کے مستحق ہیں۔ طلبہ کو چاہیے کہ مولف ممدوح سے یہ رسالہ طلب کر کے فائدہ حاصل کریں۔ حقیقت فی نسخہ ۴

الارشاد ابن نام کا ایک ماہنامہ دائرۃ الارشاد اتر سے ابتداء سلف صالحین کی دعوت، کتاب و سنت کی تائید و نصرت خاکسارین اور مغزائیت کے فتنوں کے مقابلہ کھیلنے بسر برستی سیز راہ مولانا ابوالفتح صاحب قاسمی جاری ہوا ہے جس کے دو نمبر میں موصول ہو چکے ہیں سالانہ چندہ رقم تقطیع ۲۰۶۸۲۰ کتاب و طباعت عمدہ اور مضامین کے لحاظ سے بلند پایہ رسالہ ہے موجودہ دو فتن میں ایسے رسالہ کا اجرا خالص دینی خدمت کے مترادف ہے۔ اہل سنت کو ایسے مفید رسالہ کی سرپرستی کرنی چاہیے فوراً اس نام کا ایک ماہوار مجلہ اللہ خان صاحب کی ادارت میں جالندھر سے شائع ہوتا ہے حمین علی، ادبی اخلاقی اجتماعی تقریریں

تاریخ و عبر

## معرکہ یرموک

از خباب مولا ناقب الدین صاحب جھنگ

شام میں رومیوں کو پے پے شک تھیں اور نہ تئیں ہو رہی تھیں۔ اس کے قریب قریب تمام بڑے بڑے شہر فتح ہو چکے تھے۔ بڑے شہروں میں صرف بیت المقدس اور انطاکیہ رہ گئے تھے۔ بیت المقدس تو مسلمانوں کے رحم پر ہی تھا۔ اس کے سوا مسلمانوں کا قبضہ اور تسلط قائم ہو چکا تھا۔ اصلاً صرف ایک انطاکیہ رہ گیا تھا جسکی فتح ضروری اور قابل سعی تھی۔ اس لئے بھی کہ یہ شام کا ایک عظیم الشان اور پر رونق شہر تھا۔ اور اس لئے بھی کہ یہ قیصر روم کا ایشیائی دارالسلطنت تھا۔ اور وہ اکثر یہیں رہا کرتا تھا۔ قیصر بادشاہ نہیں شہنشاہ تھا۔ اور شہنشاہ بھی ایسا شہنشاہ کہ اس عہد کی بھری دنیا میں کوئی حریف اسے نظر نہ آتا تھا۔ اور نہ کسی کے پاس اتنا وسیع ملک تھا اور نہ اتنی متمم بالشان سلطنت اس لئے۔ مگر یہی دولت کی بات تھی۔ کہ عرب کے بانیہ نشین اٹھیں اور اس کے جسم کی ہڈیاں نوچیں۔ ظاہر ہے کہ اتنے مقتدر اور مغرور شہنشاہ کے دل پر شامی یا ممالی سے کیا نہ گذرتی ہوگی۔ وہ سوچ رہا تھا۔ کہ دنیا میرا لو مانتی ہے سوا میرا اقتدار چھلایا ہوا ہے خسرو پرویز جیسے مقتدر اور بڑے فرائز کو میں نہ ہریت دے چکا۔ سلطنت ایران کی بھیجاں میں نے اڑائیں۔ فوجوں کی فراوانی کا یہ عالم ہے کہ ایک سمندر کی طرح المبتی علی آ رہی ہیں۔ زرو جو اس سے خزانے لبریز ہیں۔ لائق افسر اور سپہ سالار جو وہیں اور پھر اور بھی کوئی نہیں۔ وہ جو کل تک کوئی حیثیت نہیں رکھتے تھے وہ جن کی پامالی کے خواب کل تک میں ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ جو کسی حیثیت سے بھی مادی طور پر فائق نہیں شام میں گھسے چلے آ رہے ہیں۔

بادیہ نشینان عرب نے جو اس کے معیار کے مطابق عدل و تہذیب کی ایجاد ہے منور واقف نہ تھے۔ اور نہ جن کے پاس کبیر الشہداء اقوام ہی تھیں اور نہ زرو دولت کے انبار تھے۔ کس طرح ان کی قبائے سطوت کو تار تار کر کے کاغذ کر لیا اور بڑھکا لاکھوں رومیوں کو خاک و خون میں بھی آغشتہ کر دیا بڑے بڑے نامور رومی سپاہ سالاروں کو بھی قتل کیا۔ اور شہروں پر شہر بھی فتح کرتے چلے آ رہے ہیں اور ان پر کوئی قابو نہیں چلتا۔ قیصر روم سچ قباب کھا کے رہ جاتا تھا۔

اسی اثنا میں شکست خوردگان اس کے پاس انطاکیہ پہنچے اور فریاد کی کہ جہاں پناہ عربوں نے شام کو پامال کر کے رکھ دیا ہے نہ ہر طرف سے بڑھے اور گھسے چلے آ رہے ہیں ہمارے جان و مال اور ہماری غرتیں اور آبرو میں خطرے میں پڑ گئی ہیں نہ ہر ماہ و مہینہ بیوہ اور لاکھوں بچے یتیم ہو گئے۔ اور کروڑوں روپیہ کامال لٹ گیا۔ اور تمام کاروبار تباہ ہو کر رہ گئے۔

قیصر کشا ہی مغرور ہی بادشاہ تھا رعایا کی یہ فریاد سن کر اس کے قلب پر ایک چوٹ لگی اپنی بے بسی کا خیال آیا۔ تو دماغ میں ایک سبکی سی کو بگئی۔ کہ وہ امکانی سر کر چکا تھا۔ اور کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ کہ اب کیا کرے مگر قسم کے ذرائع و وسائل اپنے قبضہ قدرت میں رکھنے کے باوجود وہ خود کو بھی بے بس سمجھ رہا تھا۔ وہ انسانوں کا مقابلہ کر سکتا تھا۔ مگر قدرت کا مقابلہ اس کے اختیار کی بات نہ تھی اس نے دو دھائی لاکھ فوجیں میدان جنگ میں اتاریں انہیں تین تین سارو سامان سے آراستہ کیا اور پیانی کی طرح بجایا بہترین فوجیں مقابلے

کو بھیجیں۔ لائق و خب از مودہ سپہ سالاریات کے لئے منتخب کئے اپنے حقیقی بھائی تک کو اس آگ میں جھونک دیا۔ اب اور وہ اس سے زیادہ کیا کر سکتا تھا۔

اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا۔ کہ مقصد کیا ہے اور اب کیا صورت اختیار کی جائے تاہم ہرقل نے ایک دربار قائم کیا۔ اور اس میں چرچہ اور منتخب سرداروں اور عقلاء اور فضلاء کو طلب کر کے ان سے پوچھا۔

عرب تم سے زور میں۔ ثوث میں طاقت میں تعداد میں تجربہ میں علم میں سپہمگرمی میں حمیت میں سرور سامان میں کم ہیں بھری بات کیا ہے کہ تم ان کے مقابلہ میں نہیں ٹھیکر سکتے۔ اس پر ب کی پیشانی پر عرق انفعال کے قطرات جمع ہو گئے۔ ذمات سے سر جھکا لیا۔ کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آخر ایک کہن سال اور تجربہ کار بڈھے نے کہا،،

میں اس راز کو سمجھ چکا ہوں۔ اور وہ راز یہ ہے کہ عربوں کے اخلاق ہمارے اخلاق سے اچھے ہیں۔ وہ رات کو عبادت کرنے میں اور دن کو روزے رکھنے میں کسی نظم نہیں کرتے آپس میں ایک دوسرے سے برابری کے ساتھ ملتا ہے۔ ہمارا یہ حال ہے کہ نثر ابیں پیتے ہیں۔ بد کلیاں کرتے ہیں افکار کی پابندی نہیں کرتے اور وہ نظم کرتے ہیں اسی کا اثر ہے کہ انکے ہر کام میں جوش و استقلال پایا جاتا ہے۔ اور ہمارا کام ہوتا ہے وہ محنت اور استقلال سے خالی ہوتا ہے۔

قبیصر نے اتنا آسرا لایا اور سب دم خود ہو کر رہ گئے۔ کہ اس بڈھے نے دونوں لشکروں کی اصلی حالت کا نقشہ دریا میں پیش کر دیا تھا۔ اللہ اللہ! ایک وہ زمانہ تھا۔ کہ درباروں میں ہمارے فضائل اخلاقی اور مناقب ذاتی کا علمانیہ اغراض ہوتا تھا۔ اور شکوہ و ممانہ عالم ہمارے اقتدار اور استقلال کے آگے بے بس نظر آتے تھے اور ایک یہ زمانہ ہے کہ ہم اور ہمارے اخلاق رسوا سرباز بنے ہوئے ہیں اور غیر قوم کا ایک عامی سے عامی بھی اٹھکر سین دالتا ہے اور ہم اس کے سامنے خود کو بے بس و بیچارہ محسوس کرتے ہیں فرق کچھ نہیں صرف اتنی بات تھی کہ وہ عامل بالقرآن تھے۔ اور ہم، منحرف، عن القرآن، ہیں وہ قرآن کریم کو عمل کے لئے پڑھتے ہیں۔ اور ہم برکت کے لئے پڑھتے ہیں۔

اللہ اللہ! ایک وہ زمانہ تھا۔ کہ عیسائی اور یہودی لشک صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے تقویٰ اور طہارت نیکی اور عبادت کے گیت گاتے تھے۔ ان کو اپنے اقتدار میں متورع متقی پارسا اور پاکیزہ جانتے تھے رواداری اور دیانت میں انصاف اور احسان میں رعا اور حسن سلوک میں سیاست اور تمدن میں کیتائے زمانہ سمجھتے تھے۔ میدانِ جنگ میں خاص درباروں اور گروہوں میں اپنے سلاطین کے روبرو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جوانمردی اور شجاعت کی سرخروشی اور جرات کی تہوار اور جانبازی کی کھڑے ہو کر تقریر کرتے اور لکچر دیتے تھے۔ اور آج وہ زمانہ ہے کہ سلاطین کہلانے والے شیعوں نے اپنی اپنی تصنیفات میں اخباروں اور رسالوں میں ترکیٹ اور پفلٹوں میں محافل اور مجالس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جان تار اور فرائض صحابہ کبریٰ ایسے آگندہ نرطاعن ایسے ناروا الزامات ایسے پانچا ربوب کو منسوب کیا ہے کہ دیکھ کر کلچر مند کو آتا ہے۔ خدا ان کو ہدایت بخشے۔ کہیں ان کو منافق مرتد کا ہر شرک لکھا جا رہا ہے۔ اور کہیں ان کو خلفائے جور منافقین امت۔ غاصب فدک۔ غاصب خلافت تبارک انما امرہ عمل

سیاہ کیا جاتا ہے۔ اور کہیں گوسالہ ساری چیت و طاقت فرعون و ہامان غرور و شہادہ وغیرہ انتہات سے ان کو ماتم کیا جاتا ہے۔ خدا ان شیعوں کو نعمت ایمان سے محروم فرما دے ان کی ایک مختصر کتاب میں ہے لما مات الذی صلی اللہ علیہ وآلہ ارقب الصحنۃ کلہم الا اربعۃ، یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سوائے چار شخصوں کے باقی سب صحابہ مرتد ہو گئے تھے عباد اللہ۔ ایک کو رباطن رافضی لکھتا ہے کہ جن لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق سے بیعت کی تھی وہ سب مرتد ہو کر مرے ہیں العیاذ۔ اس کو رباطن مجہول کو یہ معلوم نہیں کہ خود خیاب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی جناب صدیق اکبر سے بیعت کی تھی۔ اور خلا کے پہلے ہی روز باقی صحابہ کے ساتھ ملکر بڑا وغت بیعت فرمائی تھی۔ چچا ماہ بعد جو بیعت لکھی ہے وہ دوسری بیعت ہے یا بیعت خلا آپ نے بعد از وصال مع باقی صحابہ کے ساتھ ایک ہی دن کی ہے۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے ایک شہر میں مسلمانوں کی سعی اور جدوجہد سے صحابہ کرام کی مدح و ستائش کو قاتل نامنوع قرار دینے کی کوشش ہو رہی ہے۔ العیاذ العیاذ، اس پر لطیف کہ تعریف صحابہ کو کوٹنے والے کہتے ہیں کہ ہمیں مومن کہو محب اہل بیت کہو۔ جسے مایا کو کہہ ایمان کہہ ان کلمۃ مومنین، یہ سچ ہے۔

چونکہ مومن چوتھی راہ نام شد لفظ مومن سچو صدو شنام شد  
جھلا جسکی تناکہ چرچے مجھو سیموں اور مشرکوں تک کے جلسوں میں ہوتے ہوں اور جن کی امانت اور صداقت سادگی اور سادہ روی کے  
افسانے بیت پرستوں اور ہندوؤں کی سمجھاؤں میں پڑھے جاتے ہوں۔ اگر یہ فرقان کی تخفیر اور تفسیر سے روسیہ ہوگا۔ تو اس سے ہوگا  
کیا صرف اپنی رسوائی اور بے ایمانی و ماضی موزا و لکن کافوا الفضا جھڑ لظایم یوں،

گاندھی لکھتا ہے، اگر سوراج لینا ہے تو خلفائے راشدین حضرات ابوبکر عمر عثمان علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے  
اخلاق سے متخلاق ہو جاؤ۔ ان کے عادات میں متوہم ہو جاؤ ان کے رنگ سے منلون ہو جاؤ ورنہ سوراج لے کر منازل دور ہے۔ دلوام  
کوشری لکھتا ہے

یاعلم شرف فارق اعظم تیرا واجب ہے ادب  
بیگماں سالہ مادل خاص ہے تیرا خطاب  
روم اور ایران سے تو نے لیا یاج و خراج  
زور بازو تیرا تبتا ہے ہیں کوفہ اور دمشق  
رونق اسلام تیرے عہد میں ایسی ہوئی  
ملت مضاعف تو نے آشکارا کر دیا  
پڑھ کے کلہ تو بنا اسوقت احمد کا رفیق  
تیرے ایمان سے ہوئی وہ تقویت اسلام کو

شامل یا راں احمد تو بھی ہے اسے حق طلب  
فاتح بیت المقدس تیرا ہے بیشک لقب  
ہے بجا تجھے کوکوں گرو میں سلیمان عرب  
تیری ہمت کی گواہی دیتے ہیں تمام حلب  
اہل عالم کی نگاہوں سے گزرا دیان سب  
تو نے پھیلا یا نبی کا دین اور علم و ادب  
عرض ادا مسلم کیا کرتے تھے چھپ چھپ  
ہر طرف دینے لگے مسلم انہیں روز و شب



رومی جوش و خروش کا اندازہ تو اس کیاب قیصر روم کو قوم بادیہ نشینان عرب نے اس درجہ مجبور اور بے بس کر دیا تھا کہ اسے اپنا مستقبل بالکل تاریک نظر آتا تھا۔ اور اس دنو مبدی اس پر ناخلیہ پا چکی تھی۔ کہ وہ حقیقت شام کو ہمیشہ کے لئے الوداع کہنے کے لئے تیار ہو چکا تھا اور قسطنطنیہ جانے والا ہی تھا۔ کہ ہر طرف ہرجا ب اور ہر ضلع کے جوق جوق عیسائی انطاکیہ پہنچے اور اس کے دربار میں حاضر ہو کر اس سے فریادیں کرنے لگے کہ خدا کے لئے ہمارے سروں سے اپنا سائبہ نہ اٹھائیے ہمیں دوسروں کے حوالے نہ کیجئے اور ہمیں ان بہادر عربوں سے بچائیے۔

اپنی تہلیل کی تلافی اپنی عزت کی بقا اپنے وقار سلطنت کا قیام کے سبب و غریزہ نہیں ہوتا۔ یا یوسی و نو مبدی کی اس شب تاریک و بوم موج میں عیسائیوں اور رومیوں کے جوش سے ایک شعاع امید قیصر کو حکمتی نظر آئی اس امید کے ساتھ غیرست شہنشاہی جوش میں آئی اور وہ ایک انتہائی سعی کے ساتھ عرب کے استیصال پر آمادہ ہوئے اور تہہ کیا۔ کہ وہ اس مرتبہ اپنی شہنشاہی کا پورا زور عرب کی نوزائیدہ قوم طاقت پر صرف کر دے اور قیصر نے سربل کر اپنی آمادگی کا اظہار کیا اور ادھر ساری سلطنت میں ایک نیا جوش اور نئی بہت پیدا ہو گئی۔ اور ہر طرف جوش و خروش کی بقی لہریں دوڑنے لگیں روم قسطنطنیہ جزیرہ آرمینیہ مصر اور طرابلس سربل کر باقی قیصری سے فرامین جاری ہو کر پھیل گئے۔

ان میں وائسراؤں گورنروں کشنروں اور مختلف عہدیداروں کے نام حکم تھا۔ کہ اپنے اپنے زیر اثر علاقوں سے جلد جلد اور زیادہ سے زیادہ فوجیں فراہم کریں اور انہیں اپنی اولین فرصت میں سعی خاص سے الطاکیر روانہ کر دیں اور اس باب میں تاکیر سمجھیں۔ کس کا زمرہ تھا۔ جو فرمان قیصری کی تعمیل میں مور براجفالت اور تسال سے بھی کام لیتا۔ اول تو شاہی حکم غیر غیرت قومی کا نظام۔ جو سلطنت رومانی مشین کا ہر جزو احکام کے ساتھ اپنی جگہ پوری طاقت و سرعت کے ساتھ منظم ہو گیا۔ اور پوری سلطنت میں جوش و خروش کے طوفان برپا ہو گئے۔ اور راعی و رعایا سب عربوں کے خلافت متحد نظر آنے لگے۔

آن شہر ہای مساعی کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہر صوبے کے مرکزی شہروں میں بھی فوجوں کے طوفان اٹھ گئے۔ اور وہاں سب طلب نیک یہ فوجیں انطاکیہ کی طرف روانہ ہوئیں اور تازہ مخ معین پر توجہ حالت تھی۔ کہ جہاں تک انسانی نظر کا دھڑکتی اور دیکھ سکتی تھی۔ وہاں تک انسانی سروں کا ایک جنگل ہی جھل نظر آتا تھا۔ اور انطاکیہ کے چاروں طرف رومی فوجیں ڈھری ہوئی تھیں جیسی کہ وہاں جیتی تھیں۔ یہ جھٹ کثرت ہی کثرت تھی۔ ساز و سامان کا بھی ہی عالم تھا۔ رسد رسانی کا بھی ہی اہتمام تھا۔ فراوانی اسلحہ کا بھی ہی اتشام تھا۔ الق سپہ سالاروں اور بہادر جنریلوں کی ہم رسانی کا بھی ہی التزام تھا۔ (باقی آئندہ)

اعتراف چند چند مجبوروں کی وجہ سے "فجعت الذی کفر" والے مصنون کا تقایا حصہ اسد فوج بھی حریہ میں شائع نہیں ہو سکا۔ انشاء اللہ اشاعت آئندہ میں تقایا مصنون درج کیا جا سکا۔ اسی طرح نگش و کلب علی کی سولہویں ملاقات کا تقایا حصہ بھی اشاعت آئندہ میں درج ہو گا۔ بیخبر

# شدت

**علماء و ثقافت خواہیں** میں عالم نہیں۔ لیکن میں ایک علمی خاندان کا ناجیز فرزند ہوں میں نے علم کی گوشت پرورش حاصل کی ہے علم سے محبت اور علماء کی عقیدت مجھے ورثاً نصیب ہوئی ہے۔ آج میں دیکھتا ہوں کہ مختلف گوشوں سے علماء کے خلاف ناپاک پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ عالمان دین کشتی ملت کے باندا ناخدا ہیں۔ انہوں نے اس کشتی کی حفاظت و حیات کے لئے زرق و برق و الحاد کے طوفانوں اور ہنگاموں میں آواز مخالفوں کی مخالفت کا ہمیشہ مقابلہ کیا ہے۔ لیکن اس زمانے میں تو ہم کے بعض نام نہاد جنہاؤں نے ہمارے کپتے میں کہ جہاز قوم کی سلامتی کا تقاضا ہے۔ درکار، ملاحوں کو عذاب کر دیا جائے تاکہ اس کشتی ترقی اور لائڈ می کے ساحل پر بہرہ و منت پہنچ جائیں۔ ہندوستان میں علماء کے خلاف عداوت کا سیلاب علی گڑھ تحریک سے اٹھا۔ سر سید کی دنیوی خدمات سے انکار نہیں۔ لیکن سخت منحوس تھی وہ ساعت جب انہیں قتل ہوا۔ اسلام میں قطع ویریدی کی سوچھی۔ انہوں نے شریعی دین کو لندن کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی علماء نے ان کی اس غیر مستحسن روش کے خلاف حد سے احتجاج بلند کیا جن حضرات پر افرختی کا جن اور فخریت کا کلبوس سوار تھا۔ انہوں نے فحاشی بھی جو ایمان اسلام کی انصاف آواز کو بے اثر ثابت کرنے کے لئے انتہائی کوشش کی مانتے نے ان کا ساتھ دیا۔ علماء کو دل کھول کر ملعون کیا گیا۔ تاہم واقعات ابعد نے ہو کر دیا۔ علماء کا احتجاج خیر بجانب تھا۔ آج اکثر دلہاؤں کا سر سید خود محسوس کر رہے ہیں کہ علی گڑھ نے گڑبے بڑے بڑے خیر اور منج پرید کئے۔ لیکن ایک بھی ایسا مبصر اور اہل نظر اس یونیورسٹی سے پیدا نہ ہو سکا کہ جیسے ٹھیکہ بینی زاویہ نگاہ سے ملت کا مایہ ناز فرزند کہا جا سکے۔ جس نظام تعلیم کی دافع بل دالیاں فرنگ نے ڈالی ہو اس ڈاکٹر کا رٹ۔ ہر بٹ سپر او دیکھتے تو پیدا ہو سکتے ہیں۔ لیکن غزالیؒ اور راجیؒ نہیں پیدا ہو سکتے اس لئے کہ

اور مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم مجھوید جو ز جو

**میرزا کے قادیان** مرزا غلام احمد قادیانی اس مصرعہ کا سچا مخاطب تھا۔ عروج در کفر کم کامل نہ تزارار اسواکن

مرزا صاحب نے نبوت بہاء اللہ سے چرائی۔ سب و شتم کے لئے روایات و روافض کا ستر کیا۔ نیچریت سر سید اور ان کے ہم نوا حضرات سے سیکھی شیطیات نام نہاد صوفیوں کے کٹکول سے لیں۔ مہات مسیح کا عقیدہ زمانہ حاقہ کے جدید النوع مقترنینوں سے اڑا لیا علماء کی مخالفت بھی آپ نے علی گڑھ سے حاصل کی عالمان دین کے خلاف معاندانہ پروپیگنڈا کرنا سر احمدی کا خواہ وہ لاہوری یا قادیانی اروپائی یا تیما پوری خاص فرض ہے۔ یہی روشنی نو پرانی روش کے خلاف ہے ہی۔ قادیانیت بھی علماء کی شان میں دل کھول کر ہرزہ سرائی کر رہی ہے۔ "اسکان نبوت" حیات و ممات مسیح، وجود ملائکہ، معجزات انبیاء وغیرہ مسائل علمی و دینی معتقدات ہیں۔ ان کے متعلق مرزاؤں کی نگویت تاویلات اور تروییات کا جواب علماء ہی

دے سکتے ہیں۔ مزارعی چاہتے ہیں کہ علماء کو بدنام کیا جائے تاکہ ان کی وسیعہ کلیاں بلاروک ٹوک جاری رہیں۔

**اریاب سیاست** یورپ کی سیاست اور اسلامی سیاست میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ اسلامی سیاست انسانیت کی روح اور آدمیت کی جان ہے۔ اس کی بنیادیں خلافت راشدہ امارت حقہ پر استوار کی گئی ہیں۔ لیکن مغربی سیاست کا اڑھنا بچھڑنا خدایت اور کیمت ہے۔ اسلام کے نزدیک ہر مقصد کے حصول کے لئے جائز و حائل لازمی ہیں۔ لیکن مغربی سیاست میں محض مقصد کا حصول لازمی ہے اس احتیاط کی ضرورت انہیں کہ اسباب حصول مدعا جائز نہیں یا ناجائز معقول ہیں یا غیر معقول؛ ظالمانہ ہیں یا عادلانہ؛ ہندوستان میں اسلامی سیاست کے علمبردار انگلیں پگٹے جاسکتے ہیں لیکن مغربی سیاست کے دلدادے بشپڑ ہیں۔ اریاب سیاست چاہتے ہیں کہ علمائے اسلام ان کے آوازے کا رین جابھیں۔ اگر علماء ان کی ملیں میں ماں نہ ملائیں تو انہیں قوم کی نگاہوں میں ہر نوع گرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ عدم حاضری میں انہوں کی قیادت صحافت کے سپرد ہو گئی ہے۔ اخبارات وہ ذرائع ہیں جن سے قوم کا ہر فرد اثر پذیر ہوتا ہے۔ معلومات کا احد و دیگر جرائد کو تصور کیا جاتا ہے۔ اندوں علماء کے نکات اور ان کی علمی کاوشوں اور ان کے خیالات کو عملاً ازم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

**خاکساری فتنہ** علماء پر نازہ ترین ضرب خاکساری فتنہ ہے۔ علماء کہتے ہیں پانچ عاریں فرض ہیں۔ سرور سے عرض ہیں زکوٰۃ فرض ہے۔ حج فرض ہے۔ کلمہ توحید فرض ہے اور اسلام کی عمارت اپنے پانچ ستونوں پر قائم ہے سالہ خاکسار خراب شرفی فراتے ہیں کہ اسلام کی عمارت ان پانچ ستونوں پر قائم نہیں۔ عقل حیران ہے کہ قوم کو کیا کہا جائے۔ کوئی نہیں جو ان نئی نئی تحریک کے بانیوں مہربوں اور کارپردازوں سے یہ پوچھے کہ مذہب میں تغیر و تبدل کی کوشش کیوں کرتے ہو؟ کیا اس پر بغیر ہنس ساری تخلیک فائز المرام نہیں ہو سکتیں؟ کیا مذہب کو تختہ شش بنائے بغیر تہاری آرزو میں پوری نہیں ہو سکتیں؟ خاکساری بیلیج اٹھا کر کہتا ہے۔ کہ مجاہد ہے غازی ہے اس لئے کہ غزوہ خندق میں صحابہ نے پیچھے اٹھائے ہوئے تھے۔ علماء بعد محبت انعت پوچھتے ہیں عزیزو تباؤ کس کتاب میں ہے کہ صحابہ نے پیچھے اٹھائے؟ اور یہ کہ بیلیج برداری سنت ہے؛ آپ کو اگر سنت کی اشاعت کا حق حاصل ہے۔ تو کیوں علماء کو نہیں؛ علماء کا مذاق اڑاتے ہو لو وہ مٹی کے ڈھیلے استعمال کرنے پر زور دیتے ہیں۔ کیا یہ فعل سنت نبوی نہیں؟ کیا ڈھیلوں کا استعمال حفظانِ صحت کے لئے ضروری نہیں؛ ڈاکٹر بتاتے ہیں کہ بول و باز میں مختلف قسم کے زہر ہوتے ہیں۔ ان زہروں کا اخراج لازمی ہے ڈھیلے ان زہروں کو کپڑے پر نہیں گرنے دیتے۔ پٹیاب کے قطرے لباس کو ناپاک کر دیتے ہیں۔ کیا فاختہ و لباس اپ ٹوڈ لباس پر زور دینا جائز ہے اور مسخرے لباس کی نہایت و دلدار اہم ہو؟ کیا لباس کو گندے پانی کے زہر پائتھر سے بچانا بے حقد اور ضروری نہیں؛ سوچو کیا کر رہے ہو اور کیا کر رہے ہو مٹی کے منتشر اجزا کا نام خاک ہے۔ اور منجھ اور خشک اجزا کا نام ڈھیلے ہے۔

عزیزو خاک تو انشا پر دلالت کرتی ہے اور آپ کو جمعیت اور تنظیم مطلوب ہے نہ کہ انفرادی و پرگندگی۔ خاک پر جان دینے والو ڈھیلے سے دشمنی کیوں؟ صحت کی حفاظت چاہئے والو ناپاکی کے اثرات سے محفوظ رہنے والی شے سے نفرت کس بنا پر؟

مطلب اکدم بزر اس تحریر سے میرا مقصد یہ ہے کہ علماء خفائی و کوائف زمانہ پر نگاہِ تعمق توجہ فرمائیں۔ ان دنوں اشتراکیت اشتعالیت و نصیحت رانا کرزم، سوفسطائیت، نہروٹیت، دہریت، نیچریت، قادیانیت، مغربی سیاست اور خاکساریت وغیرہ نئی ایک شریعت پر حملہ آور ہیں روسی اشتراکیت کے مانفوں بخارا اور ترکستان کے علماء شہید ہو چکے ہیں۔ مساجد براہوسو چکی ہیں۔ درگاہوں کی جگہ سینما ہیں۔ ہندوستان کے اشتراکیت نواز علماء کے دشمن ہیں نیچریت کے علمبردار علماء کی تحریک کے ورپے ہیں۔ مغربی سیاست کے نام فرب میں پھنسے ہوئے علماء کے وجود کو نابود کرنا چاہتے ہیں صحافت نے علماء کو تختہ مشق بن کر رکھا ہے قادیانیت علماء کو گالیاں دینے میں مصروف ہے خاکساریت علماء کو ناپید کرنا چاہتی ہے مغربی علماء کی ہستی کو اپنی راہ میں روک سمجھتی ہے علماء کا قصور ہے جرم یہ ہے کہ وہ اسلام کے مخالفین شریعت کے پاسان ہیں۔ سنن نبوی کے مبلغ ہیں۔ ہر سنت پر جان دیتے ہیں۔

چیست یاران! طرقت بعد ازیں تدبیر ما۔

اے محترم حضرات! ان مخالف قوتوں کے ہوتے ہوئے کیا یہ ضروری نہیں کہ آپ اپنے بقا کے لئے نہیں اپنے وقار کی حفاظت کے لئے نہیں بلکہ شریعت کی بقا کے لئے اسلام کی حفاظت کے لئے میدانِ عمل میں کافرن ہو جائیں۔ زمانہ ہلکا ہلکا رہا ہے کہ عی وقت آن نیست کہ درجہ نشینی بے کار

خدا را اپنی تنظیم کرو۔ ملت کی حیات کے لئے اپنا ہر لمحہ صرف کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اسلام کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بچھا کر نہ رہنا۔ ہر نئی تحریک کا مطالعہ کرو اس کے اثرات کا جائزہ لو اس کے محاسن و قباخ پر عالمانہ نظر لگائے ڈالو۔ ہر ضربِ ملت و تحریک کی ملکہ مخالفت کرو اس کے اثرات کو باطل کرو و خرویش اختلافات کو فراموش کر دو خدا کا نام لیکر بیدار ہو جاؤ۔

حرب المذاہرہ آپ کے مقاصد یا یہ کہ دینی اغراض کی سر ممکن خدمت کرنے کے لئے، حرب الانصار کی ناجنہ خدمات ہر آن حاضر ہیں۔ آپ ان سے کام لے سکتے ہیں۔ میں سروسٹ اشارات پر گفتا کرتا ہوں۔ اگر عزت محسوس ہوئی۔ تو ان امور پر رمز تفصیل سے حاضر فرمائی کی جائیگی۔

الاصحہ نضاحن مکملہ لا فتی دارو جعلنا من خوب الانصار بحیثیت سید لا انوار

ترک سب خفی المذہب ہیں، جنابِ فاطمہ بیگم صاحبہ بریل زناہ مسلم کل لاہور حال ہی میں بلادِ اسلامیہ کی سیاحت سے مراجعت فرمائے وطن ہوئی ہیں آپ نے دورانِ ملاقات میں ترکی اخبارات، ان کے نوجوان مدیر مرزا صاحب سے ترکی اور اسلامیت کے عنوان پر تبادلہ خیال کیا ان کے ایک سوال کے جواب میں مدیترانہ نے بیان فرمایا

”یقین رکھئے کہ ترک بفضلِ خدا تحقیق مسلمان ہے ہندوستان کے مسلمانوں کا مذہبی جوش مبارک ہے مگر ترکوں کے لئے یہ کیا کم فخر کی بات ہے کہ تمام سلطنت میں کبھی بھی مذہبی اختلاف باہم رونما نہیں ہوا۔ ہمارے مذہب میں خیمہ ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ ہم خفی المذہب ہیں بہتر فرقے یہاں نظر نہیں آتے“

فاضل نوجوان ترک جواب غلط درجے کی توجہ جانتا ہے۔ قرامطہ کے عارضی تسلط کو مستثنیٰ قرار دیتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ

کہ ۱۳۴ عیسوی سے لیکر ۵۰۰ تک ہندوستان میں اخلافت ہی تھے۔ ہندوستان میں بھی اگر سب کے سب خفی ہی ہوتے۔ تو یہاں بھی اختلاف مذہبی رونما نہ ہوتا۔ ہندوستان کی پوری تاریخ شاید ہے کہ اس ملک میں اختلافات کا وجود غیر خفی حضرات کا ہمایوں خفی نظامی ۱۵۴۵ء میں اسے بمقام قنوج شکست ہوئی اسے یہاں سے بھاگ کر ایران جانا پڑا خسرو فارس نے اسکی اعانت اس شہر طبرستان کی کہ وہ اس ملک میں شیعیت کے فروغ کا باعث بنے ہمایوں نے بادل ناخاستہ اس مطالبہ کے سامنے تسلیم ختم کر دیا یہ اضطراب انتہائی انتشار ملت کا سبب ثابت ہوا۔ اگر کہ عہد میں بہر مغان کا فرض اپنا رنگ جھائے بغیر نہ رہ سکا اس نے وفا کیش منصب داروں کو محض ان کی سنیت کی بنا پر لکیر کی لگا ہوں سے کرنا چاہا۔

جائیکہ کی وجہاں شیعہ خاتون تھی اپنے ملک کی اشاعت و ترویج سے اسے خاص شغف تھا۔ خدا حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ مقدرہ کو اپنے نور سے بھر لو کہ دے کہ انہوں نے اگر کہ دین الہی اور شیعہ فتنہ کی روک تھام کے لئے والہاں بھی فرمایاں۔ مولانا بزمین صاحب دہلوی نے نیز غلات پر زور دیا غفری کے بعض حضرات پنجاب میں وارد ہوئے انہوں نے خفیت کو گورانا کیا۔ شیعیت نے بنیادین پیش کیا۔ آج جو صاحب المہرٹ کہلاتے ہیں ان کے ہندی اکابر نے خفی فقہ کے انصرام کو چشم زخم پہنچایا یہ تحریک اپنا اثر پیدا کرتی ہے۔ اس تحریک نے نتیجہ پیدا کیا۔ کہ مغلان حایت بھی پیدا ہو گئے۔ وہی عبداللہ کلچر الہی صاحب جو کبھی کٹھن المہرٹ تھے حجت حدیث کے منکر ہو بیٹھے۔ ان کے ہم نواؤں نے اپنا لقب "اہل قرآن تجو کر کیا۔ ان دنوں المقرآن امت مسئلہ کے جیس میں جلوہ فرما ہیں ان کا مرکز امرتسر ہے۔ ان کے زعم مولوی احمد دین صاحب تھے۔ انہوں نے ایک تفسیر بنام "وہبان للناس" سپر ظلم کی ہے، ان کے نزدیک نبوت ایسی ضروری شے نہیں کہ اسے خبر و دین مانا جائے۔ اگر کوئی عقلاً بھی توحید عقلی کا قائل ہو جائے۔ تو اس کی بھی بخت ہو سکتی ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب کی کشتی کے اولین کھویاں مولانا المہرٹ تھے۔ بھیرہ مولوی نور الدین صاحب کو خوب جانتا اور پہچانتا ہے آپ آزاد خیال المہرٹ تھے مولوی محمد حسین صاحب ٹبلاوی سلمی المہرٹ تھے۔ انہوں نے مرزا صاحب کا خوب پروپیگنڈا کیا جیم جی مرزا صاحب سے چمٹے رہے۔ لیکن ٹبلاوی صاحب باز آگے مختصر یہ کہ اگر موصافہ او فلسفیانہ نگاہ سے دیکھا جائے۔ تو روز روشن کی طرح عیاں ہو سکتا ہے کہ اگر ہندوستان میں خفیت کی مخالفت و تردید نہ کی جاتی تو یہاں بھی اختلافات مذہبی رونما نہ ہوتے اور قوم کا شیرازہ ملی منتشر نہ ہوتا۔ فہیم طبقہ ترک ایڈیٹر کی تصریح سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ ہندوستان میں فروغ خفیت کی اشد ضرورت ہے۔ ہندوستان میں وحدت دین کے لئے سب سے موثر کوشش خفیت کی ترویج ہے۔ اس لئے ہر وطن دوست اور وحدت ملت کے طالب مسلمان کا فرض ہے کہ خود بھی خفی بنے۔ اور دوسروں کو بھی خفی بننے کی ہدایت کرے۔

**مسئلہ طلاق** اسلام دین فطرت ہے بر سلیم المزاج اور صحیح الفطرت انسان جانتا ہے کہ بعض تعلقات قدرتی ہیں بعض مصنوعی انسان اپنے ماں باپ کا انتخاب اپنی مرضی سے نہیں کرتا۔ لیکن بیوی اپنی مرضی سے کرتا ہے۔ والدین کا تعلق قدرتی ہے اس لئے کہ اس کا پیوند فطرت کے مائتوں ہوتا ہے۔ زوج و زوجہ کا ارتباط جانین کی اپنی رضا اور انتخاب کا ثمر ہے۔ اسی لئے

شریعت محمدیہ علی صاحبہا الف الف سلام و تقیہ نے مرد و عورت کے نکاح کی لازمی شرط ایجاب و قبول قرار دی ہے۔ فقہ کا اسلامی اصول یہ ہے کہ النکاح ینتقذ بالایجاب والقبول یورپ نے ویسے تو آسمان کے تارے ٹوٹ گئے ہیں لیکن ربانی مذہب سے نا آشنا ہونے کے باعث اسے تعلقات انسانی کی اس جگہ کا بھی قرار واقعی علم نہیں۔ یورپ نصرانیت کا قائل اور ضوابط و مہکاسیر ہے حال ہی میں برطانیہ پارلیمنٹ میں مسودہ طلاق پیش ہوا اس وقت قانون یہ ہے کہ صرف بے وفائی کے ثبوت پر مایاں اور بیوی میں علیحدگی کا امکان ہو سکتا ہے۔ اس بے وفائی کا ثبوت ہمہ پیمانے کے لئے بعض حضرات ایسی حرکتیں کرتے ہیں کہ تہذیب اسلامی ان کے ذکر کی بھی اجازت نہیں دیتی۔ تازہ ترین مسودہ میں یہ شرط پیش کی گئی ہے کہ شادی سے تین سال کی مدت کے بعد بے وفائی بے حیائی۔ دیوانگی۔ جدائی اور بے رحمی کی صورت میں طلاق کی اجازت ہو سکتی ہے۔ اول تو یہ تین سال کی قید معینی ہے دوسرے یہ کہ ان امور کو عدالتوں میں پیش کرنا اخلاق و شائستگی کی توہین ہے۔

**نسب بڑے پادری کا بیان**۔ مذکورہ مسودہ ضروریات حیات کے احساس کی ایک بین علامت ہے۔ کلیساؤں نے اس مسودے کے خلاف جہاد برپا کیا۔ برطانیہ کے استغفار اعظم (لائٹ پادری) نے پارلیمنٹ میں بحث و مباحثہ کے دوران میں اس بل پر ان خیالات کا اظہار فرمایا۔

”انسان ہونے کے لئے اس سے محسوس کرتا ہوں کہ بعض حالات میں طلاق کی اجازت ہونی چاہئے۔ لیکن پادری یا مذہبی مینو ہونے کے لحاظ سے میرے لئے اس ضابطہ کی مخالفت کرنا لازمی ہے اس لئے کہ نکاح کے باب میں عیسائیت کا نظریہ یہ ہے کہ جسے خدا نے جوڑ دیا اس رشتہ کو موت ہی توڑ سکتی ہے۔“

پادری صاحب کی ان نصیحت پر غور کیجئے۔ آپ جبریت انسان مسلمان ہیں طلاق کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں آپ کا ضمیر شاہد ہے کہ انسان کو طلاق کی اجازت ہونی چاہئے۔ لیکن مذہب آپ کو مجبور کرتا ہے کہ آپ فطرت کے خلاف لب کشائی کریں ضمیر سے منحرف ہو جائیں صدق یا حیدب اللہ کل حو لو دیو لعل علی فطرت اکام سلام اگر مسرور و فطرت اسلام پر یہ استوار ہے، ملاحظہ ہو پادری صاحب اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ مایاں بیوی کا تعلق قدرتی ہے اس میں انسانی ملاحظہ کو دخل نہیں۔ اگر یہ تعلق قدرتی ہوتا۔ تو موت بھی اسے توڑ نہیں سکتی تھی۔ زید اگر خالد کا بیٹا ہے تو مگر کبھی خالد کا بیٹا نہیں ہے موت اس تعلق کو توڑ نہیں سکتی۔ اسلام کا حکم کنصافات اور قدرتی ہے۔ فاذکوا ما طاب لکم، نکاح کرو اس سے جو تمہیں مرغوب ہو مایاں بیوی نکاح کرتے ہیں مرضی سے یہ تعلق قائم کرتے ہیں۔ مرضی سے قطع تعلق بھی کر سکتے ہیں۔ کیا سیدھی بات ہے۔ لیکن یورپ کے عقلا بھی تک اس کی نفیہ سے قاصر ہیں۔ ضروریات حیات یورپ اور ایشیا کو اصول اسلام کی پابندی پر مجبور کر رہی ہیں۔ سچ کہا ہے مسٹر برنارڈ شانس نے کہ ایک سو سال کے اندر دنیا کا مذہب اسلام ہو گا۔ یا اب مذہب ہو گا۔ جو اسلام سے ملتا جلتا ہو گا۔“

مبارک ہیں وہ حضرات جو اسلام پر عمل کرتے ہیں کہ دنیا میں غربت اور عاقبت میں نجات انہیں کے لئے ہے۔

جبران رسول۔ ہزار ہا حجاج ہر سال بیت اللہ کے حج اور حضور کے روضہ مقدسہ و منورہ کی زیارت پر افاضت سے

بہرہ اندوز ہوتے ہیں ہمارے عقیدے میں وہ اظہر کلمات اجمال حضور میں عرش و کرسی سے زیادہ اغوار رکھتا ہے۔ مکان کی عزت لیکن کے شرف سے ہے ارباب تجسیم کے زعم باطل کے مطابق خدا عرش پر نیکن پذیر ہے لیکن اہل سنت کے نزدیک لامکان کا کوئی خاص مکان نہیں البتہ اس کا تخت مومن کے دل میں اس طرح کھایا ہوا ہے۔ جیسے کائنات کے ہر خرد و نبی جلی سرائت کئے ہوئے ہے۔ یہ معرفت ایک مثال عرض کی گئی ہے ورنہ رب العزت لی ذات شمال سے بے نیاز ہے نہ اس کا کوئی ثنائی ہے نہ نظیر نہ اس کا کوئی کفو ہے نہ شریک اس تو ضیح سے حیاں ہو گیا۔ کہ مدینہ منورہ کے اس مقام سے جہاں آنحضرت حلوہ فلوں میں کسی اور مکان کو کوئی نسبت نہیں ہو سکتی یہ مسلمان کتب خضر کی زیارت کے لئے تباہ رہتے ہیں۔ یہ جذبہ روح ایمان جان شریعت اور خلاصہ اسلام ہے لیکن مجھے یہ عرض کرنا ہے۔ کہ حلقہ گجستان رسول اس مقدس مزار کے پیر و پیوں کے حال پر بھی توجہ فرمائیں۔ جبران رسول کی عزت و افلاس کا حال میان میں کیا جاسکتا میری گتہ گار آنکھوں نے ان کی بے بسی اور لاچاری کا نظارہ کیا ہے۔ کیا عرض کروں۔

سرکنم نالہ اگر تاب شنیدن داری سینه بگافم اگر طاقت دیدن داری

اہل مدینہ نامان شہینہ کے تھماں جس میں نہ انہیں اچھا لباس میسر ہے اور نہ کافی خوراک۔ اسے براہِ ان اسلام کیا مینہ والوں کا آپ پر کوئی حق بین کیا حکومت کا یہ فرض نہیں کہ رہنمائی اقتصادی فلاح کی طرف توجہ خاص کرے۔ ہم غیہ مسلم حکومت سے مطالبات کرتے ہوئے کبھی کسی قوم کا کوئی مذہب محسوس نہیں کرتے کیوں۔ البتہ کیا جائے کہ ملک کے ہر گوشے میں جلسے منعقد کئے جائیں۔ اور ہر ایک مقام سے دعویٰ حکومت کے نام پھری۔ پالیٹ ارسال کئے جائیں کہ وہ جبران رسول کی اقتصادی فلاح کے درپے ہو۔ سجدہ یوں کی تاہم آزمانی ان زائرین کی وجہ سے ہے جو مدینہ منورہ شہریت لے جاتے ہیں اگر تیری سلطنت اپنے اکابر کے فتاوے کو پیش نظر حکمران حجاج کو زیارت روضہ منورہ سے روکے تو اس کا دیوالیہ لکل جائے۔ اور اسے اپنے دارالسلطنت مابین کو ترک راغب حجت نہائے کہ لئے روپیہ و متیاب نہ ہو سکے سلطان کو اپنے محلات کے لئے عورتوں کی فراہمی پر خرچہ صرف کرنا پڑتا ہے۔ لیکن آئین و انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ حجاز کی آمدنی کا بیشتر حصہ حجاز پر خرچ کیا جائے۔ کاش کہ ملک کی سیاسی اور اسلامی حیاتیات جبران رسولؐ کی مثالیں ایک خاص تاریخ مقرر کر کے چلے کریں۔ عوام کو مسکن مدینہ کے ناگفتہ بہ مصائب و فواید سے آگاہ کریں میرے خیال میں عین اس دن کہ سلطان نجد اپنے ہاں کانفرنس کرتے ہیں اسی روزانہ کی موتمن میں مسلمان ہندوستان کی طرف سے لاتعداد پیامات پہنچ جائیں چاہیں کہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ سلطان خود بخود کار سے لیکن رعایا کو فاقہ کشی سے بچانے کا نظام کرے اگر اہل حدیث حضرت اس کا خیر بیاد تو یہ منقطع کریں۔ تو ان کی مساعی زیادہ مؤثر اور کارگر ثابت ہو سکتی ہیں۔

جون خرچہ دل ران کے چندہ کی میعاد اس رسالہ کے ساتھ ختم ہو رہی ہے۔ براہ کرم اپنا رچہ بند یہ یعنی آرڈر ارسال فرمائیں۔ وہی پی پی میں سہرا لے خرچ ہوتے ہیں۔ منیب بھی

# عرض حال

دارالعلوم غفر نیرہ جامع مسجد کھجورہ تعطیلات کے بعد ارشوال کو افتتاح ہوا۔ طلبہ کی کثیر تعداد سابق میں شامل ہو چکی ہے۔ اس وقت تمام درجوں میں ڈیڑھ سو کے قریب طلبہ تعلیم پا رہے ہیں۔ مدرسہ تجوید القرآن کا بھی افتتاح نہیں ہوا۔ چھ مدرسہ تدریس کی خدمت پر مامور ہیں جو طلبہ دارالعلوم میں داخل ہونا چاہیں وہ پہلے خط لکھ کر اجازت حاصل کر لیں کریں۔ ورنہ طویل مسافت کے بعد عدم گنجائش کی بنا پر مایوسی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس وقت دارالعلوم میں جمہ علم و فنون کے اسباق شروع ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

تبلیغ احکام الہی۔ مولوی حبیب اللہ صاحب اترسری ڈیڑھ ماہ سے کلکتہ میں مقیم ہیں۔ وہاں کی کئی متعدد تقاریر ہو چکی ہیں۔ وہاں آپ ۱۵۔ زکریا سٹریٹ میں رشیدانہ کو کے ہاں مقیم ہیں۔ مولوی منیر شاہ صاحب عرصہ ایک ماہ سے دیہات کا دورہ کر رہے ہیں۔

دارالاقامہ مزید وکمرے تعمیر کرائے گئے ہیں۔ اور ایک چھوٹا کمرہ زیر تعمیر ہے کتب خانہ کے لئے نئے پانچ الماریاں تیار ہو رہی ہیں۔ عرصہ سے ان کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔

جریدہ شمس الاسلام اپنی زندگی کے آٹھ سال مکمل کرنے کے بعد اشاعت ہذا سے سال نہم میں قدم رکھ رہا ہے اس عرصہ میں رفض و بدعت کی ترویج اور میزرائیت کے قلع و قمع کے لئے اسکی شاندار خدمات عالم آشکارا میں خرب الانصا کے غریب و بے سروسامان کارکنوں نے حیرت انگیز طریقہ سے کام کر کے اہل سنت سے خراج تحسین حاصل کر لیا ہے۔ جریدہ کی توسیع اشاعت کے لئے جو جد کرنا ایک خالص دینی خدمت ہے حلقہ قارئین اسکی اعانت کی طرف توجہ فرمائیں۔ پانچ سو جریدہ خرید کر فراموش ہونے پر اسکے حجم میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ جریدہ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں۔ اہل سنت اپنے اس خادم کو زندہ رکھنے کی سعی فرمائیں۔ اور ایک ماہ کے اندر جتنا ممکن ہوئے خریداروں سے بذریعہ مئی آرڈر چندہ بھجو کر مالی مشکلات دور کرنے میں مدد دیں۔

جلسہ سالانہ، امسال خرب الانصا جریدہ کا عظیم الشان سالانہ اجلاس ۴۔ ۵۔ ۶ مارچ ۱۴۳۸ھ مطابق یکم۔ ۲۔ ۳ محرم ۱۴۳۵ھ موافق ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳ بھچان بروز جمعہ منقہ۔ انوار نظام جامع مسجد کھجورہ منعقد ہوگا۔ شائقین ان تاریخوں کو نوٹ فرمائیں۔

جریدہ شمس الاسلام کیلئے قارئین کی توجہ درکار ہے۔ برآمدہ و مالک کے خریدان چندہ بذریعہ مئی آرڈر حلقہ روانہ فرمائیں۔



# مشاہیر اسلام

## سیدنا امام اعظم

(مولوی حبیب اللہ امرتسری کے قلم سے)

**سوال** حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کس سنہ ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔

**جواب** حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مبارک سنہ ہجری میں ہوئی تھی۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱ ص ۴۹)

**سوال** حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات شریف کس سنہ ہجری میں ہوئی تھی۔

**جواب** حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات شریف سنہ ہجری میں ہوئی تھی۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱ ص ۴۹)

**سوال** حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نسل فارسی سے ہیں یا قریشی سے ہیں؟

**جواب** کتاب تہذیب التہذیب کی جلد ۱ کے صفحہ ۴۹ پر ہے۔

”حضرت اسمعیل بن جملہ بن ابی حنیفہ سے روایت ہے کہ انہوں نے خود اذنا فرمایا کہ ہم لوگ نسل فارسی سے ہیں اور کبھی کسی کی غلامی میں نہیں آئے۔“

ہمارے دادا اتمان سنہ ہجری میں پیدا ہوئے تھے حضرت ثابت بن جحین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے حضرت امیر نے ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے دعائے خیر کی۔

**سوال** کسی اور محدث یا مورخ نے بھی حضرت اسمعیل بن جملہ بن ابی حنیفہ کی یہ روایت نقل کی ہے۔

**جواب** محدث و مورخ امام خطیب نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء جو چودہ جلدوں میں ہے (یہ روایت لکھی ہے۔

**سوال** علم حدیث میں آپ کا کیا رتبہ ہے؟

**جواب** کتاب تہذیب التہذیب کی جلد ۱ کے صفحہ ۴۵ پر ہے کہ امام حجتی بن معین نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ حدیث میں تھے

**سوال** علم فقہ میں حضرت امام اعظم کی کیا شان تھی

**جواب** کتاب تہذیب التہذیب کی جلد ۱ کے صفحہ ۴۵ پر ہے

وَقَالَ الرَّبِيعُ وَحَمَلَةٌ سَمِعْنَا الشَّافِعِيَّ يَقُولُ النَّاسُ عِيَالٌ فِي الْفَقْرِ عَلَى ابْنِ حَنِيفَةَ

اور اسی کتاب تہذیب التہذیب کی جلد ۱ کے صفحہ ۴۵ پر ہے

”وَقَالَ أَبُو وَهَبٍ مُحَمَّدُ بْنُ خُوَاحِمٍ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يَقُولُ أَفَقَهُ النَّاسُ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُمَا

رَأَيْتُ فِي الْفَقْهِ مِثْلَهُ وَقَالَ لَوْلَا أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَعْلَنِي بِأَبِي حَنِيفَةَ وَسُفْيَانَ لَكُنْتُ كَسَائِرِ النَّاسِ“

**سوال** حضرت امام اعظمؒ کے مشہور و معروف استاد کون تھے؟

**جواب** حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام احمدؒ، سیدہ بن کبیل، محارب بن ثؤار، ابواسحق سبکی، عون بن عبد اللہ، سماک بن حرب، عمرو بن مرة، منصور بن عمر، اشمس، ابراہیم بن محمد، عدی بن ثابت، عطاء بن سائب، موسیٰ بن ابی عائشہ، داؤد القزینی، قتادہ، حضرت عکرمہ سلیمان، حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، امام ابو حلیفہ کے استاد ہیں۔

**سوال** حضرت امام اعظمؒ کے شاگردوں میں سے مشہور و معروف شاگردوں کے نام کیا ہیں؟

**جواب** آپ کے شاگردوں میں سے امام محمد، امام ابو یوسف، امام عبد اللہ بن مبارک، یحییٰ بن سعید، یحییٰ بن جراح، یحییٰ بن زکریا، زبیر بن ماروان، حفص بن غیاث، عبد الرزاق بن ہمام، ابو حاتم النیل، داؤد الطائی، امام زفر قاسم بن من، اسد بن عمرو، علی بن المہر، عافیز بن زید، جہان مند، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین مشہور و معروف ہیں۔

**سوال** امام محمدؒ بن حسن شیبانی کی تصنیفات میں سے کونسی کتابیں مشہور ہیں۔

**جواب** حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات میں سے کتاب موطا، کتاب الحج، کتاب الآثار، مسوط، جامع صغیر، کبیر، صغیر و کبیر مشہور ہیں۔

**سوال** امام صاحب کے محاسن اخلاق کی صحیح مگر اجمالی تصویر کسی ہے۔

**جواب** حضرت امام صاحب کے محاسن اخلاق کی صحیح مگر اجمالی تصویر دیکھتی ہو تو حضرت امام قاضی ابویوسفؒ کی تقریر سنو جو انہوں نے مارون رشید عباسی خلیفہ بغداد کے سامنے بیان کی مارون نے ایک توفیر قاضی صاحب موصوف سے کہا کہ ابوحنیفہ کے اوصاف بیان کیجئے انہوں نے فرمایا کہ جہاں تک میں جانتا ہوں امام ابوحنیفہ کے اخلاق عادات یہ تھے کہ در نہایت پرہیزگار تھے منہیات سے بہت بچتے تھے، اکثر چپ رہنے تھے اور سوچا کرتے تھے کوئی شخص مسئلہ پوچھا اور ان کو معلوم نہ ہوتا تو جواب دیتے ورنہ خاموش رہتے۔ نہایت سخی اور فیاض تھے، کسی کے آگے حاجت نہ لے جانے اہل دنیا سوا کس تھا۔ دنیوی جاہ و غرت کو حقیر سمجھتے تھے غیبت سے بہت بچتے تھے۔ جب کسی کا ذکر کرتے تو بھائی کے ساتھ کہتے بہت بڑے عالم تھے۔ اور مال کی طرح علم کے صرف کرنے میں بھی فیاض تھے۔

مارون الرشید نے یہ سنکر کہا کہ اے صاحبین کے بھی اخلاق ہوتے ہیں، (سیرۃ النعمان حصہ اول ص ۶۶)

امام صاحبؒ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کسی پر غیبت نہیں کی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ کسی مسلمان یا دمی کو نہیں ستلایا۔

کسی سے فیرب اور بدعہ ہی نہیں کی (سیرۃ النعمان حصہ اول ص ۷۷)

**سوال** حضرت امام صاحب کا کاروبار کیا تھا۔

**جواب** حضرت امام صاحبؒ کی تجارت نہایت وسیع تھی، لاکھوں کالین دین تھا۔ اکثر شہروں میں گاشتے مقرر تھے۔ بڑے

بڑے سوداگروں سے معاملہ رہتا تھا۔ ایسے بڑے کارخانہ کے ساتھ دیانت اور احتیاط کا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ ناجائز طور پر ایک حبیبی ان کے خزانہ میں نہیں ہوسکتا تھا۔ اس احتیاط میں کبھی کبھی نقصان اٹھانا پڑتا تھا۔ مگر ان کو کچھ پروا نہیں ہوتی تھی۔

(سیرۃ النعمان حصہ اول ص ۷۸)

تجارت اور اکتساب دولت سے ان کا مقصد زیادہ تر عوام کو فائدہ پہنچانا تھا۔ جتنے احباب اور ملنے والے تھے سب کے روزیئے مقرر کر رکھے تھے شیوخ اور محدثین کے لئے تجارت کا ایک حصہ مخصوص کر دیا تھا۔ کہ اس سے جو نفع ہوتا تھا سال کے سال ان لوگوں کو سپرد کیا جاتا تھا۔ (سیرۃ النعمان جلد اول ص ۷۸)

**سوال** حضرت امام اعظمؒ کے حالات اور مناقب میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں سے بعضوں کے نام بتلائیے۔

**جواب** امام احمد بن محمد طحاویؒ کی کتاب عقود المرجان اور اس کا خلاصہ قللہ عقود الدرر والعقیان کتاب مناقب النعمان کشف الآثار کتاب الانتہا مناقب ابی حلیفہ الموابہب الشریف۔ لبنان فی مناقب النعمان تبیع الصغیر عقود الحجان النجرات الحسان مناقب الامام الاعظمؒ نظم الحجان۔ سیرۃ النعمان وغیرہ کتابوں میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے حالات درج ہیں۔

**سوال** آپ کا حلیہ مبارک اور لباس مبارک کیسا تھا۔

**جواب** حضرت امام اعظمؒ کو خداوند تعالیٰ نے حسن سیرت کے ساتھ جمال و صورت بھی دیا تھا۔ میانہ قد۔ خوش رو۔ اور موزوں اندام تھے۔ گفتگو نہایت شیریں اور آواز بلند اور صاف تھی۔ کیسا ہی پیچیدہ مضمون ہونہایت صفاقی اور فصاحت سے ادا کر سکتے تھے۔ مزاج میں تکلف تھا۔ اور اکثر خوش لباس رہتے تھے۔ کبھی کبھی سباج قائم کے جب بھی استعمال کرتے تھے ابو طیح لہجی ان کے شاگرد کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن ان کو نہایت قیمتی چادر اوڑھیں پہنے دیکھا جن کی قیمت کم از کم چار سو درہم ہوگی۔ (مولانا محمد شبلی نعمانی صاحب کی کتاب سیرۃ النعمان ص ۷۸)

**سوال** حضرت امام اعظمؒ کی وفات شریف کس طرح ہوئی تھی۔

**جواب** عباسی خلیفہ منصور نے آپ کو ۱۵۰ ہجری میں قید کیا پھر بحری میں ان کو زہر دیا اور اذیاب ان کو زہر کا اثر محسوس ہوا۔ تو سجدہ کیا اور اسی حالت میں وفات پائی۔ (ازالہ البلبہ وانا الید را حواء) آپ کے مرنے کی خبر تمام شہر بغداد میں بہت جا بھل گئی۔ اور سارا بغداد اُمڈ آیا۔ امام حسن بن علیؒ نے کہ قاضی شہر تھے غسل دیا۔ نہلاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔ ”والتہم سب سے بڑے فقیر بڑے عابد بڑے زاہد تھے تم میں تمام خوبیاں جمع تھیں۔ تم نے اپنے جانشینوں کو باپس کر دیا۔ کہ وہ نہ مالے مرتبہ کو پہنچ سکیں۔“

غسل سے فارغ ہوئے ہونے لوگوں کی یہ کثرت ہوئی کہ پہلی بار بازار جازہ میں کم و بیش پچاس ہزار کا مجمع تھا اس میں پہلے والوں کا سلسلہ قائم تھا۔ یہاں تک کہ چھ بازار پر بھی گئی۔ اور عصر کے قریب جا کر الاشرفین ہوئی۔ (سیرۃ النعمان ص ۷۸)

سوال کیا حضرت امام ابو حنیفہؒ تابعی تھے ؟

جواب حق بات یہ ہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ نمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی تھے اور آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے والے حضرت انسؓ صحابی کو دیکھا تھا (۱) کتاب تبیض الصغیر مطبوعہ ۱۳۲۹ھ حیدرآباد دہلی کے ط ۱ و ط ۳ پر ہے

”لکن قال حمزة الساعسی سمعت الدارقطنی فیقول لم یبق ابو حنیفۃ احد من الصحابة الا انه راى انساً بعینه ولم یسمع منه وقال الخطیب لا یصح لابی حنیفۃ سماع من انس ووقفت علی قتیبا رفعت الی الشیخ ولی الدین الوافی رصودتھا هل روى ابو حنیفۃ عن احد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهل یعد هو فی التابعین ام لا راجاب بما نضہ الامام ابو حنیفہ لم یصح له رواية عن احد من الصحابة وقد راى انس بن مالک ورفع هذا السؤال الی الحافظ ابن حجر فاجاب بما نضہ اوردھ الامام ابو حنیفہ جماعۃ من الصحابة لانه ولد بالكوفة سنة ثمانین من الهجرة ..... وقد اورد بن سعد بسند لا یاس به ان ابا حنیفۃ راى انساً ..... فهو یضد الاعتبار من طبقۃ التابعین ولم یشب ذلك لاحد من الائمة الامصار المعاصرين له كان وزاعی بالشام والحارث بن النضر والنوری بالكوفة ومالك بالمدینة ومسلم بن خالد الزنجی بمكة واللیث بن سعد بمصر“

(۲) کتاب رد المحتار شرح در مختار کی جلد اول کے ط ۱، ط ۲ پر ہے

فاما روایۃ لانس وادراکہ لجماعۃ من الصحابة بالنس فیصحیح ابن لاشک فیکما ..... قال ابن حجر قد صح كما قال الذہبی انه رآه وهو صغیر فی رواية قال رأیتہ حوازا

(۳) کتاب نایۃ الاوطار ترجمہ اردو مختار جلد اول کے ط ۲ پر ہے

”اور ابن سعد نے ابن قباہل اعتبار روایت کی ہے کہ ابو حنیفہؒ نے انسؓ کو دیکھا اور ان دونوں صحابیوں کے سوا اور صحابہؓ میں زندہ تھے۔ تو ابو حنیفہؒ اس اعتبار سے طبقۃ تابعین میں داخل ہیں“

(۴) مقدمہ کتاب بدایہ المطبوعہ ۱۳۰۸ھ مطبعہ مصطفائی کے ط پر ہے

”وذكر الخطیب فی تاریخ بغداد انه راى انس بن مالک رضی اللہ عنہ وقال ابن حجر قد صح كما قال الذہبی انه رآه وهو صغیر“

(۵) کتاب تہذیب التہذیب کی جلد ۱ صفحہ ۴۴۹ پر ہے

”النعمان بن ثابت التیمی ابو حنیفۃ الکوفی مولیٰ بن فیلہ اللہ ابن ثعلبۃ وقیل انه من ابناء قریس داعی انس ارضہ“

۷) کتاب البحر المحیط فی طبقات الحنفیہ کی جلد اول کے صفحہ ۲۸ پر ہے  
 و ذکر ت عن الخطیب انه رأى انس بن مالك  
 ۸) کتاب تذکرۃ الحفلا جلد اول کے صفحہ ۱ پر ہے۔

۹) ابو حنیفہ الامام الاعظم فقیہ العراق النعمان بن ثابت بن روطا النبی مولاهم الکوفی مولدہ  
 سنہ ثمانین راى انس بن مالك غيرة لما قدم عليهم بالكوفة،  
 ۱۰) کتاب تحف النبلاء المطبوع بآثار الفقہ المحدثین مطبوعہ ۱۲۸۸ھ مطبع نظامی کابنور کے صفحہ ۲۲ پر ہے  
 و خطیب گفتہ انس بن رادیدہ و ذہبی رحمہ اللہ یعنی در صغر سن و ابن حجر گفتہ ہمیں صحیح است  
 ۱۱) کتاب الفہرست لابن النجیم کے صفحہ ۱ پر ہے

اسم ابی حنیفہ النعمان بن ثابت بن روطی و کان خزاناً بالكوفة و روطی من موالی نذیر اللہ بن ثعلبہ  
 و هو من اهل کابل و قبل مولی لبني فقل و کان من التابعین لفتح عدوة من الصحابة و کان من الوریثین  
 الزاهدین (۱۰) و نیز امام ذہبی در کاشف گفتہ راى انس بن مالك و نیز امام الشافعی المقلدین (۱۱)  
 ۱۲) امام نووی در ترتیب الاسماء و اللغات گفتہ قال الخطیب البخاری فی التاریخ هو ابو حنیفہ النبی امام  
 اصحاب الراى و فقیہ اهل العراق راى انس بن مالك (سید المقادیر ص ۳۸)

۱۳) ابن الجوزی در الحلال المتناہیہ فی الاحادیث الواہیہ فی باب الکفالة بنزق المتفقہ و ردہ قال  
 الدارقطنی کہ سیمع ابو حنیفہ احدا من الصحابة و انما راى انس بن مالك بعینه (سید المقلدین ص ۳۸ و ص ۳۹)  
 ۱۴) امام یاقوتی؟ .... در مرآۃ الجنان در حوادث سنہ ۱۵۰ شمسی مائت گفتہ و فیہا توفی فقیہ العراق الامام ابو حنیفہ  
 النعمان بن ثابت الکوفی مولدہ سنہ ثمانین راى انس بن مالك (سید المقلدین ص ۳۸)

۱۵) و بعضہ از انان علامہ فری ست کہ در تریب الکمال در حق امام نوشتہ راى انس (سید المقلدین ص ۳۸)  
 ۱۶) و بعضہ از انان امام سمعانی ست کہ در کتاب انساب گفتہ کہ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن نعمان بن زید بن انس بن مالک  
 را دیدہ (سید المقلدین ص ۳۸)

۱۷) ابن طاهر کہ در تذکرہ موعومات آورده کہ الامام ابو حنیفہ النعمان بن ثابت الکوفی مولی بن نذیر اللہ  
 بن ثعلبہ مولدہ سنہ ثمانین راى انس بن مالك (سید المقلدین ص ۳۸ و ص ۳۹)

۱۸) کتاب حیات طیبہ مطبوعہ ماہ رمضان شریف ۱۳۵۱ھ ثنائی پریس اتر سرمنڈ پر ہے کہ مولانا شاہ اسماعیل صاحب نے ہوی نے فرمایا کہ آپ کا اصل نام نعمان ہے اور کنیت ابو حنیفہ ہے اور لقب امام اعظم ہے اور شجرہ نسب یہ ہے نعمان بن ثابت بن بطل بن ماہ بن عسکر بن خضیان بن شہ ہے آپ شہ سحری میں پیدا ہوئے تھے۔

یہ بحث بڑی دقیق ہے کہ آپ نے کسی صحابی کو اپنی آنکھ سے دیکھا تھا۔ اور آپ کو تابعی ہونے کا افتخار بھی حاصل تھا چونکہ مجھے اس میں کچھ رد و قدح نہیں کرنی ہے میں تواریخ پر بعد و سر کر کے یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ نے اپنے سینے کے زانے میں انس صحابی کو دیکھا تھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وسلم کے خدمت گزار تھے۔

کتاب منہ الامام الاعظم۔ مطبوعہ ۱۳۵۹ھ مطبع اصح المطابع الکفوضیہ پر ہے

قال القاری فی تہذیب المسند قال شیعہ مشائخنا الجلال السیوطی وفقت علی فتیاری ففتیاری الشیخ ابوالی العراق صوفی تھماہل روی ابو حنیفہ عن احمد بن اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہل بعد فی التابعین ام لا فاجاب بما نضہ الامام ابو حنیفہ لہ تصحیہ روایۃ عن احمد بن الصحا وقد راہی انس بن مالک فمن یکتفی فی التابعی بحجج وروایۃ اصحابی یجعلہ تابعیا ومن لا یتکتفی بذالک لا یعدہ تابعیا ورنع هذا السؤال الى الحافظ ابن حجر تعینی العسقلانی فاجاب بما نضہ ادرک الامام ابو حنیفہ جماعة من الصحابة لانه ولد بالكوفة سنة ثمان من الهجرة ولما يومئذ من الصحابة عبد الله بن ابي اوفى فانه مات بعد ذلك بالاتفاق وبالبصرة لا يومئذ انس بن مالک ومات سنة تسعين او بعد لها وقد اورا بن سعد بسند لا باس به ان ابا حنیفہ راہی انس۔ فقہر بعدہ الاعتبار من طبقۃ التابعین وما یثبت ذلك لاحد من ائمة الامصار المعاصرين لہ کلا وراہی بالشام والحدادین بالبصرة والثوری بالكوفة ومالك بالمدينة ومسلم بن خالد الزنجی بمکہ واللیث بن سعد وهو صغیر وفی روایۃ قال رائیۃ حواریا وکان یخضب بالحمرة

وقال الخطیب البغدادی فی التاریخ ابو حنیفہ التیمی امام اصحاب الوای وفقیہ العراق رائی انس رضی عنہ مالک (ص)

قال ابن طاہر فی مجمع البحار فی بیان الموضوعات الدار قطنی لیرلیق ابو حنیفہ احمد بن الصحا انما راہی انس بعینہ ولیرسمہ منہ ویتیم فی آخر الخاتمة (ص)

کتاب سیرۃ نعمان (مطبوعہ ۱۹۰۹ء قومی پریس دہلی حصہ اول کے صفحہ ۲۲، ۲۳ پر ہے۔  
بہر نوع و کچھ سو ائمہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ نے کسی صحابی سے کوئی حدیث نہیں سنی تاہم بہ شرف ان کی قسمت میں تھا کہ ان

آنکھوں نے پیغمبر کا حال دیکھا تھا ان کے دیدار سے عقیدت کی آنکھیں روشن کیں یہ واقعہ ایک تاریخی واقعہ ہے لیکن چونکہ اس سے تالبعیت کا تہجد حاصل ہوتا ہے اس لئے یہ مسئلہ مذہبی سیرا میں آگیا ہے اور اس پر پڑی پڑی بحثیں قائم ہو گئی ہیں۔ بے شبہ امام ابو حنیفہؒ کو اس شرف پر ناز تھا اور بجا تھا کہ انہوں نے حضرت انسؓ صحابی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا (صفحہ ۲۵)۔

”حافظ ابن حجر عسقلانی سے کہ فن حدیث کے ایک عنصر میں فتویٰ لیا گیا تھا۔ انہوں نے یہ جواب لکھا:۔

”امام ابو حنیفہؒ کے زمانہ میں کئی صحابی موجود تھے۔ اس لئے کہ امام شافعیؒ میں بمقام کو فرید ہوئے۔ اور اس وقت وہاں صحابہ میں سے عبداللہ بن ابی قحافہؒ موجود تھے کیونکہ وہ سترہ میں یا اس کے بعد مرے۔ اور ابن سعد نے روایت کی ہے۔ جس کی سندیں کچھ نقصان نہیں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے (حضرت) انسؓ بن مالک کو دیکھا تھا ان دو صحابہ کے سوا اور اصحاب بھی مختلف شہروں میں موجود تھے بعض لوگوں نے ان حدیثوں کو جمع کیا ہے جو امام نے صحابہ سے روایت کیں لیکن ان حدیثوں کی سندیں ضعیف سے خالی تھیں اور صحیح ہی ہے کہ امام ان کے عمر ران تھے۔ اور بعض صحابہ کو دیکھا تھا جیسا کہ ابن سعد نے روایت کی ہے پس اس لحاظ سے امام ابو حنیفہؒ تابعین کے طبقہ میں ہیں اور یہ امر اور اماموں کی نسبت جو ان کے معاصر تھے مثلاً اور اسی شام میں حماد بن بصرہؒ میں ثوریؒ کو وہیں۔ مالکؒ یزید بن لیثؒ میں ثابتؒ نہیں ہوا۔ واللہ اعلم“ (صفحہ ۲۵، ۲۶)

”ابن سعد کی جس روایت کا حافظ ابن حجر نے جو الزیادہ سے وہ صرف ایک واسطہ یعنی سیف بن جابر کے ذریعہ سے امام ابو حنیفہؒ تک پہنچتی ہے یعنی ابن سعد نے سیف بن جابر سے ت اور سیف نے خود امام ابو حنیفہؒ سے ابن سعدؒ شخص ہیں جن کی نسبت علامہ نوویؒ نے تہذیب الاسماء میں لکھا ہے کہ اگرچہ ان کا شیخ واقعی ثقہ ہیں مگر وہ خود نہایت ثقہ نہیں سیف بن جابر بصرہ کے قاضی اور صحیح روایت تھے۔ اس لحاظ سے یہ روایت اس قدر صحیح اور مستند ہے کہ قوی سے قوی شد بھی اس سے زیادہ صحیح نہیں ہو سکتی اسی بنا پر تمام بڑے بڑے محدثین مثلاً خطیبؒ بغدادیؒ علامہ سمعانیؒ مصنف کتاب التاریخ علامہ نوویؒ شارح صحیح مسلم علامہ ذہبیؒ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ زین الدین عراقیؒ سیاحیؒ ابوالحسن دمشقیؒ نے جن پر اب حدیث و روایت کا مدار ہے قطعاً فیصلہ کر دیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے حضرت انسؓ کو دیکھا تھا۔

ابن خلکانؒ نے بھی خطیبؒ بغدادیؒ کا یہ قول نقل کیا ہے لیکن چونکہ مورخ مذکور نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کو کسی صحابی سے ملاقات اور روایت حاصل نہیں ہوئی۔ لوگوں کو دھوکہ ہوا کہ ابن خلکانؒ تابعیت کے منکر ہیں حالانکہ ابن خلکانؒ کو ملاقات اور روایت سے انکار ہے نہ روایت سے“ (صفحہ ۲۶)

کتاب الموطا لامام محمدؐ مع التعلیق المجدد مطبوعہ ۱۳۳۴ھ مطبعہ یونیورسٹی لکھنؤ کے صفحہ ۱۲۳، ۱۲۴ پر حضرت مولانا حاجی حافظ ابوالحسنات محمد عبداللہ صاحب لکھنوی نے لکھا ہے۔

لکن الصحیح المرفوع کو فہ من التابعین فاذا رأی انسا رضى الله عنه بناء على ان محمداً ودیتہ

الصحابہ کاف للناجیۃ کما حققہ الحافظ ابن حجرؒ فی غیر التقریب والذہبیؒ والسیدوطیؒ وابن حجرؒ  
الملکیؒ وابن الجوزیؒ والدارقطنیؒ وابن سعدؒ والخطیبؒ والولی الوافیؒ وعلی القادریؒ والرم السندیؒ  
والومعشرؒ وحمزہ السهمیؒ والیانیؒ والجوزیؒ والنوریشیؒ والسراجؒ وغیرہم من المحدثین۔ و  
المورخین المتعبرین ومن انکروہ فهو معجج علیہ باقوالعم وقد ذكرت تصویحاتہم وعبارة احمہم فی  
رسالتی اقامۃ الحجۃ علی ان الاکثر فی التعبد لیس بمبدعۃ

قال الذہبی فی تذکرۃ الحفاظ ابو حنیفۃ الامام الاعظم فقیہ العراق النعمان بن ثابت  
هو زوطا النبی الکوفی مولد سنة ثمانین رأى انس بن مالك غير مرة لما قدم الكوفة رواه ابن سعد  
عن سبيع بن جابر عن ابي حنیفۃ انه كان يقول ..... وقال ابن حجر الملکی فی الخیرات الاکھان  
..... وفيه ايضا فی الفصل السادس صح كما قاله الذہبی انه رأى انس بن مالك وهو صغير  
في رواية هوارا وكان يخضب بالحبرة (صفر ۲۳۷)

تاریخ بغداد الحافظ ابی بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی جلد ۱۳ صفحہ ۳۲۳، ۳۲۴ پر ہے۔

در النعمان بن ثابت ابو حنیفۃ النبی امام اصحاب الراۃ و فقیہ اهل العراق رأى انس بن مالك  
ص ۲۳۶ انا اسماعیل ابن حماد بن النعمان بن ثابت بن النعمان بن المزبان من ابناء فارس الاحرار والله ما  
وقع علینا راق قطولہ جدی فی سنة ثمانین وذهب ثابت الی علی بن ابی طالب وهو صغير فدعاه با  
البرکۃ فیہ وفي ذریعہ ونحن نرجو من الله ان يكون قد استجاب الله ذلك لعلی بن ابی طالب فینا  
نیز ویکھوتنزیب الاسماء واللغات۔ جلد ۲ صفحہ ۲۱۱

القسم الاول من تنزیب الاسماء واللغات فی ثمانی الامام العلامة الفقیہ الحافظ ابی ذریعہ الدین بن شرف النووی ص ۲۱۱  
ابو حنیفۃ الامام تکرر ذکرہ فی هذا الكتاب هو الامام البارع ابو حنیفۃ النعمان بن ثابت بن زوطی بن  
الزہری وفتح الطاء قال الشیخ ادوسیاق فی الطبقات هو النعمان بن ثابت بن زوطی بن مالا مولى نبیہ الله  
بن ثعلبۃ ولد سنة ثمانین من الهجرة وتوفي بمخند سنة خمسین ومائة وهو ابن سبعین سنة اخذ  
الفقه عن حماد بن ابی سلیمان قال وكان في زمنه اربعة من الصحابة اشرف بن مالك وعبد الله بن  
ابی اوفی وسهل بن سعد والواطفیل ولم يأخذ عن احد منهم وقال الخطیب البغدادی فی التلخیص  
هو ابو حنیفۃ النبی امام اصحاب الراۃ و فقیہ اهل العراق رأى انس بن مالك

متفقہ میں نہ لایا کہ یعنی جریدہ شمس الاسلام کے سمر ۱۹۳۳ء کا ایڈیشن جو قادیان ہنر کے نام سے موسوم ہوا تھا۔  
اس میں نہایت عمدہ مضامین قادیانیوں کے رویہ میں درج ہوئے ہیں۔ قیمت ۴ روپیہ شمس الاسلام مجیدہ خیاب



# ”نجوم ہدایت“

(سلسلہ گذشتہ ماہ شعبان)

(نجم حسین شوق بیلانوی فاضل امینیہ دہلی)

در مجلسہ کرماء او بے نقاب شد از بس گذشتہ آئینہ یک قطرہ آئینہ

عرب جگہ تمام کے بیچو میری باری آئی، قولہ تعالیٰ اشد علی الکفار لعلہ ان الفاظ لشد علی الکفار خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق کی تعریف پر صراحتہ دال ہے خداوند تقدس ذاتہ نے حضرت خلیفہ ثانی کا ذکر اس صفت مختصہ کے ساتھ اپنی پاک کلام میں فرمایا جسکی شان فاروق اعظم کی سوانح حیات کے زین لحات میں اتنی روشن اور جلی حروف میں موجود ہے کہ کوئی خود شہ اسکا انکار نہیں کر سکتا آپ کا یہ قول فعل شدت علی الکفار اور امداد دین مبین پر دال ہے۔ اگرچہ کچھ اور آفتاب کی روشنی کو نہیں دیکھ سکتی تو اس میں چشمہ آفتاب کا کیا تصور ہے کہ اقال السعدی الشیرازی رحمہ اللہ علیہ لخر گزیدہ بآفتاب شہرہ چشمہ چشمہ آفتاب چرگنا دشمن کے نہر بھی عجیب نظر آتے ہیں جب حضرت عمرؓ ایمان لائے تو اس سے پہلے قریبا چالیس مرد اور گیارہ عورتیں مشرف باسلام ہو چکی تھیں لیکن سب جھمکے نماز ادا کرتے تھے اور جب آپ ایمان لائے تو دوبار رسالت میں عرض کی کہ حضور والدی دبیخناک بالحنی لا علمک لکما علنت الشوک (ترجمہ) یا رسول اللہ مجھے تم سے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق کیساتھ مبعوث فرمایا ضرور میں اسلام کو اسی طرح تسلیم کروں گا جس طرح زمانہ جاہلیت میں اپنے شرک کو طابہر کیا تھا۔ جس دن حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے اس دن کفار کے جوئے سب ہو گئے اور اسلام روز بروز ترقی پکڑنا لگیا۔ جیسے حاکم نے روایت کی ہے قال ابن عباس لعلہ اسلم عمو قال المشوکون قد انتصفت النجوم منا و انزل اللہ باھما الذی حببک اللہ ومن انتصحت من المومنین جسدن عمر مسلمان ہوئے۔ تو کفار نے کہا اگر آج مسلمان ہم پر غالب آگئے۔ اور ارشاد خداوندی اس طرح نازل ہوگا کہ اسے نبی بھیجے اللہ کافی ہے۔ اور مومنوں سے جو تیرے تابع ہوئے ہیں آپ کا اسلام نہ کہ تھوڑا کچھ نہ کہ کس کے مذہب میں چلے جانا اور جنگ بد کا واقعہ اشد علی الکفار ہونے کا بین ثبوت ہے۔ آنحضرت صلعم فرمایا کرتے کہ میں دیکھتا ہوں آدمیوں اور عورتوں کے شبٹانوں کو کہ وہ جھمکے ہیں عمر سے۔ جب کہ شیطان بھی حضرت فاروق سے خائف تھا۔ تو کفار کی کیا جاگہ ہے۔ عرض حضرت عمرؓ کی زندگی کا ہر لمحہ آپکی شدت علی الکفار پر شاہد عدل ہے۔ اسلئے بارگاہ خداوندی سے ارشاد علی الکفار کا لقب عطا ہوا اور خلافت ثانیہ کی ضمانت آپکے مضبوط ہاتھوں میں دیدی گئی جس انسان کو خدا نے سر دیا ہے اور اس میں دماغ ودلیت کیا ہے اس پر ان آیات واحادیث کا مطالعہ کرنے سے خلافت ثانیہ کی حقیقت مخفی نہیں رہ سکتی یاں اگر کسی کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہوئی ہو اور تھم اللہ علی قلوبہ کامصدق بنے تو اس کا علاج لائیں ہیں باتیں نہیں یہ ہے قرآن احادیث کی روشنی اب حدیث البرہان بھی گوش حق نبوش سے سنئے

اولاً بزرگم خالف خلافت ثانیہ اگر ناجائز تھی تو حضرت صدیق و حضرت عمر نے یہ بات بعیت صدیقی کی وقت آپس میں طے کر لی تھی جس کا وعدہ اپنی زندگی میں حضرت صدیق نے حضرت عمر کو خلیفہ مقرر فرما کر پورا کر دیا قلیل یا قلیل تو پھر حضرت علی کو ام اللہ و عبد اللہ یعنی جو ہوئے اور باقی آل ہاشم کو یوں جلاوطن ہو گئے اور جاکھن لکھنا آنا پر کیوں عمل درآمد نہ کیا اگر ڈر کے مارے ایسا کیا تو پھر شیعہ حضرت کے بلند پایگان عادی کے طور پر جو انہوں نے ائمہ اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شجاعت و دلیری میں تصنیف فرمائے ہیں بالکل لکیر کھینچ جاتی ہے جیسا اصول کافی میں روایت ہے و فوض امور ہم انہم یعنی ضیائے تمام امور انہیں کے سپرد کر دئے گئے حتیٰ کہ شیعہ بھی ان کے اپنے اختیار میں تھی مگر ورفیہ اس روایت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ نے خود اپنی مرضی سے یہ خلافت خلفائے ثلاثین میں تشریح کی بطرح فاسم کا قاعدہ ہوتا ہے آپ نے اپنا حصہ انہیں میں مقرر فرمایا پھر غصب غصب ارجح غنائت حضرت نامنا حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ جنگ فاس میں حضرت عمرؓ کو مشورہ دیا کہ آپ جنگ میں شامل نہ ہو جئے کیونکہ آپ قیام باللہ ہونے کی وجہ سے اس جنگ میں شامل نہیں ہوئے تمام اسلام کی چلی چل رہی ہے اگر آپ کو کوئی معمولی عرب سمجھ کر قتل کرنے تو ہمارے لئے کوئی جانتے پناہ نہ ہوگی و نحی علیہم و نحن اللہ ہماری خلافت بوعبد اللہ علیؑ میں آئی ہے۔ منج البانۃ ص ۲۲ مطبوعہ مصر

اگر آپس میں عداوت ہوتی تو اپنے دشمن کو ایسا مشورہ دیتے جس سے انکی حفاظت متصور تھی جب کسی عقل پر چتر چڑ جائیں تو ایسا سمجھ آتا ہے۔

مثلاً استبصار جلد اول ص ۱۶ پر حضرت امام جعفر صادقؑ سے ایک شخص نے مسئلہ پوچھا کہ خلیفہ غاصب کی اطاعت جائز ہے یا ناجائز فرمانے لگے کہ حرام ہے مثل میت مردار کے اور خون اور سٹو کے گوشت کے اب اگر خلفائے ثلاثین غاصب تھے تو حضرت علیؑ کو بوعبد اللہ اتنی مدت مردار اور شتر نہ رکھتے تھے العیا ذ باللہ من ذلک الاغتفا والسوء۔

والعیاء پھر آپس میں محبت و الفت کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے کہ آپ نے اپنی لڑکی ام کلثومؑ حضرت عمرؓ سے بیاہ دی جس سے کوئی شیعہ انکار نہیں کر سکتا۔ اصول کافی ص ۱۶ پر عن ابی عبد اللہ فی ترویج امر کلثوم فقال دلالت فرج غصبنا۔ ۱۶ ان علیا الامامات عو فی امر کلثوم فاخذ بیدہا فاطلق بھا الی بیتہ۔

قاضی نور اللہ شونہری مجالس المؤمنین میں لکھتے ہیں کہ اگر بنی دختر عثمان دادولی دختر جعفرؑ ستاد۔ اب فرمایے میری خاتون خیال میں تو کوئی شخص اپنے دشمن کو لڑکی دینے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ خواہ ہر ارجان بھی چلی جائے۔ علاوہ ازیں اپنے لڑکے کا نام عمر رکھا۔ اصول کلینی ص ۱۹۱ گنت عند ابی جومافشاہ علی ابن عیوب ابن علی علیہ السلام ایک زبردست ثبوت ہے آپس میں الفت و اتحاد کے موجود ہونے کا۔ اب دیکھیں تو سہی کوئی سہارا بھائی اپنے لڑکے کا نام زید ابن ابیہم رکھ لے کیا اللہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی خیریت اس جھگڑے کے گزرے شیعوں سے بھی کم تھی۔ "فاعینہ وایا اولی الامر لایصلہ"



# سیرتِ گریب کے مکرین خطاب

(از خانباجی نبی احمد صاحب جیلوئی)

میری طرف بھی اک نظر ڈھ خاکیاہوں میں  
پھیل گئیں جہان میں نور اثر تجلیاں  
تو نے وہ روح چھو نکدی عالم بے ثبات میں  
خجکی رہیں لطفِ ہر آن بھی نرم او جہاں  
جلوہ نہا تھا ملکِ غیب تری زبان میں  
نور و سرور کی ہوئی خلقِ فضا ترے لئے  
حلقہ بگوش ہو گئے ملح و بت پرست بھی  
دیکھے پیامِ حریتِ خلق کو عام کر دیا  
چاندنی مانتاں کو، مہر کو روشنی ملی  
حجم و گینِ حقیقتیں بارگہ محباز میں  
سن تو اسی کہ آج پھر حال جہاں خراب ہے  
پھونکے کائنات میں اپنی حقیقتوں کا صور  
ملتِ ناشکیبہ رحمتِ اشتعال ہے  
ہونے لگے چاکِ دامن صبرِ ضبط اب  
قابلِ التفات و لطف آج ہے استجابتیں

ایک ترے حضور میں آج نوا سراہوں میں  
تیرے ظہور پاک سے دور ہوئیں تنہا سیاں  
وڈوئی حیاتِ نو وسعتِ کائنات میں  
تیری فوٹے سادہ میں تھیں وہ حقیقتیں نہاں  
لغتِ عرشِ تھی نہاں لطف کے سر اٹھان میں  
خلد بھی نہ خرم رہی صبح و مساترے لئے  
تیرے حرمِ پاک پہ جھک گئی نرم کاوی  
کر کے تجلیاں اعیانِ فوس میں نور بکھریا  
نور و ظہور سے ترے دہر کو دلکشی ملی  
تیرا کرم رہا شریکِ نرم نیاز و ناز میں  
اب کہ حرمِ قدس میں اپنے تو منحوس ہے  
ڈال کے پرتو کمال کو نہ مثالِ برقی طور  
امتِ خستہ حال پہ چھایا ہوا زوال ہے  
غیر کو آج جراتِ طعنہ زنی ہوئی غضب  
ہاں کوئی معجزہ دکھا نہیں سز کے مکیں

آئے اک انقلاب تو جو کرم نواز ہوا  
رحمتیں ہوں تری اگر، پھر در لطف باز ہوا  
(مکھنڈ)

## مشفقانہ تحفہ

محبوبِ ہوا اہل کربل بستیوں سے نہ لاج و درجہ کا خوشبودار اور دماغ کو لقیبتِ دنیا سے بالوں کو گرنے سے روکتا اور انگو  
دراز اور سیاہ نمائے۔ خوشو ایسی ہے کہ جہاں سے گذرے خوشو کے سنے آئیں۔ اس معاملہ میں کو کسی عطر لگا کر نہ ہو زمین پامیدار زیادہ تعریفِ مشغول  
قیامت فی شیشیِ عطر لے کا پتہ منجھرا ہے وہی شیشیِ انبند کہیں بھیرہ ضلع شاہ پور پنجاب

# آخری نبی

گزشتہ سے پیوستہ

مولوی حبیب اللہ نرسری مبلغ خرب الانصار دھیر کے قلم سے

## عاقب کے معنی

صحیح بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۰۱ - صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۶۱ - صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۷۷ - سنن ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۰۷  
مسند احمد شریف جلد ۲ صفحہ ۸۶۱۸۰ - فتح الباری پارہ ۲ صفحہ ۳۱۲ - عمدۃ القاری جلد ۲ صفحہ ۵۰۹ - ارشاد الساری جلد ۲ صفحہ ۲۱  
دلائل النبوة جلد ۲ صفحہ ۱۲ - کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۱۱۶۷۱۱۵ - مشکل الآثار جلد ۲ صفحہ ۵۰ - کشف الخطا صفحہ ۶۲۰ - کتاب مصنف جلد ۲  
صفحہ ۲۲۸، ۲۲۹ - خصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۷۷ - مرقاة جلد ۲ صفحہ ۳۷۶ - اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۵۰۶ - منطاری جلد ۲ صفحہ ۵۰۰  
شمال ترمذی شریف صفحہ ۲۹

حضرت جبریلین مطہم سے روایت ہے کہ کہا کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے لئے کوئی نام نہیں ہیں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں حامی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا دیگا میرے ذریعہ کفر کو اور میں حاضر ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جاویں گے۔ اور میں عاقب ہوں (حضرت امام زہریؒ نے تابعی نے بھی فرمایا ہے کہ عاقب ہے کہ جس کے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائے)۔

(۱) کتاب فتح الباری (مطبع القاری دہلی) کے پارہ ۲ صفحہ ۳۱۲ پر لکھا ہے کہ سنن ترمذی میں سفیان کی روایت یوں ہے کہ خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عاقب کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائیگا۔  
(۲) کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۲ کے صفحہ ۵۱ پر لکھا ہے۔

قوله واذا العاقب هذا هو الحسن وزاد في نسخة بن يزيد فروايت به عن الزهري ليس بعد احد وقد سماه الله رؤا رجبا وقال البيهقي في الدلائل قوله وقد سماه الله الى اخوة مدح من قول الزهري وفي الدلائل البيهقي العاقب يعني خاتم

(۳) کتاب ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ششم کے صفحہ ۸ پر ہے

”واذا العاقب (اق) جاء عقب الانبياء فليس بعده نبی“

(۴) کتاب اشعۃ اللمعات جلد ۲ کے صفحہ ۷۰ پر ہے۔ (واذا العاقب) وفاء من عاقب ست (والعاقب

الذي ليس بعده نبی) وعاقب اس کے ست کہ نسبت بعد از او ہے پیغمبر عاقب پس آئندہ مراد انجیل پس از پیغمبر ال

”اٹھواست“

- ۵ کتاب مظاہر حق - جلد ۴ کے صفحہ ۱۲۵ پر ہے
- ”اور نام میرا عاقب ہے اور عاقب وہ ہے کہ نہ ہوئے پیچھے اس کے کوئی نبی“
- ۶ صحیح مسلم شریف جلد دوم کے صفحہ ۲۶۱ پر ہے ”وفی حدیث معمر قال قلت للنہر حی وما العاقب قال لذی لیس بعبد لا نبی“
- ۷ نووی شرح صحیح مسلم جلد دوم کے صفحہ ۲۶۱ پر ہے اما العاقب فمسیح فی الحدیث بانہ لیس بعبد لا نبی اجماعاً عقبہم
- ۸ کتاب شکوۃ المصابیح (مطبوعہ ۱۲۷۱ھ مطبع احمدی دہلی) کے صفحہ ۵۰۷ کے حاشیے پر ہے۔
- والعاقب الذی یخلف من کان قبلہ فی الحیوان کالعقوب وهو فی معنی خاتم الانبیاء۔ ملحات“
- ۹ کتاب شرح الشفاء علی القاری جلد اول میں ہے
- ”رواذا العاقب ای العاقب عقب الانبیاء لیس بعبد نبی ففی العاقب یعنی آخر الانبیاء وکل من خلف بعد شیء فهو عاقبہ“ (صفحہ ۴۸۸)
- ۱۰ شرح الشفاء علی القاری رحمۃ اللہ علیہ جلد اول کے صفحہ ۴۸۹ پر ہے۔
- ”وہی عاقب لانہ عقب (بفتح القاف) ای خلف (یعنی) من الانبیاء وجاء بعدہم لتکمیل الخیر وزید فی بعض النسخ المصححۃ هنا وفي الصحیح اذا العاقب الذی لیس بعبد نبی“
- ۱۱ شرح الشفاء علی القاری رحمۃ اللہ علیہ جلد اول کے صفحہ ۴۹۰، ۴۹۱ پر ہے
- ”رواذا المقتفی (بضمیۃ الفاعل) من باب الافتعال وفي نسخة المقتفی نصبم ففتح فتنشید فاء مکسورة بصیغۃ الفاعل كما صرح به شامی وهو نسب بقوله (ففتیت) تنشید الاء وفي نسخة فتنجیفها وفي نسخة ففتوت (النبيين) ای جئت بعدہم وانتبعت ہدیہم وارید بہ المولی الذاہب والمعنی اذا اخوان النبیین فاذا قفی فلا نبی بعدہ“
- ۱۲ کتاب راجح النبوة (مطبع دہلی) جلد اول کے صفحہ ۲۹۴ پر ہے
- ”وقوله واذا العاقب عاقب پس اٹھواست یعنی خاتم الانبیاء“
- ۱۳ کتاب مجمع بحار الانوار جلد دوم کے صفحہ ۴۰۴ پر ہے
- ”وفی اسماءہ صلی اللہ علیہ وسلم العاقب وهو آخر الانبیاء والعاقب والعقوب من یخلف من کان قبلہ فی الخیر“ (۴۰۴) کتاب منہاج النبوة جلد اول کے صفحہ ۴۹ پر ہے
- ”اور معنی عاقب کے پیچھے آنیوالا یعنی آپ خاتم النبیین ہیں اور نبی حضرت کے کوئی نبی نہ ہوگا“
- (۱۵) کتاب شفاء شریف (مطبع صدیقی بریلی) جلد اول کے صفحہ ۴۸ پر ہے
- ”واذا العاقب الذی لیس بعبد نبی“ X

# عجائبات مرزا

(۱)

کتاب تزیین القلوب (مطبوعہ اکتوبر ۱۹۰۲ء ضیاء الاسلام پریس قادیان) کے صفحہ ۴۱ پر ہے۔  
 ”اور عجیب بات ہے کہ حضرت مسیحؑ نے توصیف مہر میں ہی یا قی کی۔ مگر اس لڑکے نے پٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔ اور پھر بعد اس کے ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا۔ اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔ اس مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر اور غفہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا، یعنی چارشنبہ،  
 (نوٹ) واضح ہو کہ ماہ صفر باک اسلامی قمری مہینوں میں سے دوسرا مہینہ ہوتا ہے نہ کہ چوتھا ماہ)

(۲)

عقیدہ خطہ الہامیہ۔ اشترار چندہ منارة المسیح (مطبوعہ ۱۳۱۹ھ مطبع ضیاء الاسلام قادیان) کے صفحہ ۳ پر فرماتے لکھا ہے۔  
 ”قادیان جو ضلع گورداسپور پنجاب میں ہے جولاہور سے گزشتہ مغرب اور جنوب میں واقع ہے وہ دمشق سے ٹھیک ٹھیک  
 مشرقی جانب پڑی ہے۔“  
 (نوٹ) واضح ہو کہ قصبہ قادیان شہر لاہور سے شمال مشرق کی طرف ہے نہ کہ گزشتہ مغرب اور جنوب میں۔

(۳)

(ا) کتاب چشمہ معرفت کے صفحہ ۲۸۶ پر ہے۔  
 ”ناماز پنج دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ کے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے۔ اور سب  
 کسب فوت ہو گئے تھے۔“  
 (ب) تقریر کا مجموعہ یعنی لکچر لاہور (مطبوعہ دسمبر ۱۹۲۳ء ڈیڑھ پریس ام تر صفحہ ۳ پر ہے۔  
 ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود یکہ پیغمبر تھے مگر آپ کے گیارہ لڑکے فوت ہو گئے مگر کبھی نکاح نہ کی کہ خداوند اتو نے  
 مجھے پیغمبر بنایا تھا۔ میرے گیارہ بچے کیوں مار دیئے۔“

(نوٹ) واضح ہو کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیارہ لڑکے نہ تھے۔ کتاب البدایہ والنہایہ فی التاریخ  
 کی جلد ۲ کے صفحہ ۷ پر لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد جو حضرت ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ کے بطن سے  
 ہوئی تھی یہ تھی۔ دو حضرت قاسم، حضرت زینب، حضرت عبداللہ رحمہ کو طیب و طاهر بھی کہتے ہیں حضرت ام کلثوم حضرت عائشہ

فاطمہ الزہراء حضرت زینب علیہا السلام جین بن بن ابی شرف کے صفحہ ۱۱۰ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے صاحبزادے

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہم ارمین مارے پیدا ہوئے تھے۔ (۴۷)

(ا) روپٹ جلہ سال ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۰۰ اور کتاب منظر الہی جس میں مرزا قادیانی کے لفظیات ہیں اور جسے مولوی محمد منظور الہی صاحب  
ممبر احمدیہ انجمن لاہور نے شائع کیا ہے) کے صفحہ ۸۶ پر ہے۔

”اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ  
پارہ ۳) یسلی بخش وعدہ ناصرت میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا،

(ب) انجبال حکم قادیان جلد ۵ نمبر ۳۰۔ مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۷۹ء کے صفحہ ۱۰۷ اور کتاب منظر الہی کے صفحہ ۲۸۹ پر ہے،  
”میر ادویٰ یہ کہنے کے کشمیر ابن مریم اسرائیلی چوچ سے قریباً انیس سو سال پیشتر ناصرت کی سببی میں پیدا ہوا تھا۔ وہ اپنی طبیعت  
سے مر گیا۔ اور مسیح موعود جس کا خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا، وہ میں ہوں“

(فحش) واضح ہو کہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام قصہ ناصرت میں پیدا ہوئے تھے۔ بلکہ قرآن کریم میں یہ بھی ہے پیدا ہوئے تھے  
ماظنا بن کثیر شقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب البدایہ والختیاریہ فی التاریخ کی جلد ۵ کے صفحہ ۵ پر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
قصہ بیت لحم میں پیدا ہوئے تھے۔ مرزا قادیانی کی کتاب انام المجز (طبع ثانی) کے صفحہ ۲۶ کے حاشیے پر ہے کہ بیت لحم اور شہر قدس  
میں تین کوس کا فاصلہ ہے۔“

<p>(۵) پھر آخر دجال“ لفظ قبل کیا جا رہا کہ لائن لوگوں کو کہتے ہیں جو بیجا جھگڑے و جدل ہوں یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب دجال کے پیچھے کمال تک پہنچ جائیگا تب مسیح موعود ظہور کر لگاؤ اسے تمام جھگڑوں کا خاتمہ کر دیگا۔ ازالہ اوام حصہ ۲ صفحہ ۷۳۱</p>	<p>یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے ناگہی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس الشیخین امام محمد اسماعیل بخاری نے چھوڑ دیا ہے۔ ازالہ اوام حصہ اول صفحہ ۲۲۸</p>	<p>پھر حضرت ابن مریم دجال کی تاریخ میں لکھیں گے اور لکھ کے درود پر جو بیت المقدس کے دیوہات میں سے ایک گاؤں ہوا اسکو جا کر پٹینگے اور قتل کر دینگے۔ کتاب ازالہ اوام صفحہ ۲۲۸</p>
--	--	---

(فحش) کتاب مرقاة المفاتیح جلد ۱۰ اشعۃ اللغات جلد ۱۰۔ مظاہر حق جلد ۱۰۔ کتاب لسان العرب۔ قاموس۔ تاج العروس۔ مجمع بحال  
کے مطالب سے معلوم ہوتا ہے کہ لہو فیہ فلسطین میں ایک گاؤں ہے (نیز دیکھو مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۷۳۱)

کتاب مسیح ہندوستان میں کے صفحہ ۷۸ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے،  
”وہ مسیح یا اس ملک کی پرائی ٹائیخیں تبتائی میں یہ بات بالکل نقرین قیاس ہے کہ حضرت مسیح نے نیپال اور تبت اور  
کاسیر کیا ہوگا۔ اور پھر چوں سے بار اول پٹی کی راہ سے کشمیر کی طرف گئے ہونگے۔ چونکہ وہ ایک سرد ملک کے آدمی تھے اسلئے

یقینی اسر ہے کہ ان ملکوں میں وہ صرف جاٹے تک ہی ٹھہرے ہونگے۔ اور انجیر مارچ یا اپریل کے اندر اس کشمیر کی طرف کوچ کیا ہوگا۔ اور چونکہ وہ ملک بلا درنہام سے بالکل مشابہ ہے اس لئے بھی یقینی ہے کہ اس ملک میں سکونت مستقل اختیار کر لی ہوگی۔ اور ساتھ اس کے یہ بھی خیال رہے کہ کچھ حصہ اپنی عمر کا افعال تان میں بھی رہے ہونگے، اور کچھ بعد بنیں کہ وہاں نشاد بھی کی ہو۔ افعالوں میں ایک قوم عیسے خیل کہلاتی ہے کیا تعجب ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کی ہی اولاد ہوں،

(نہٹ) مرزا قادیانی نے یہ بتلایا کہ اس ملک ہندوستان کی برائی نارنجی کے کیانا میں۔ وہ برائی نارنجی کس زبان میں ہیں ان کے لکھنے والے کون ہیں، اور وہ کس زمانے میں ہوئے ہیں، حضرت عیسیٰ کی کوئی اولاد بھی (دیکھو تریاق القلوب صفحہ ۹۹ کا حاشیہ) ۱) کتاب تحفہ گوڑویہ مطبوعہ ۱۹۱۲ء ضیاء الاسلام پریس قادیان کے صفحہ ۱۰۸ کے حاشیہ پر ہے کہ دنیا میں مسلمان ۹۰ کروڑ ہیں (۲) ملفوظات احمدیہ حصہ اول کے صفحہ ۹۱ پر بھی مسلمانوں کی تعداد ۹۰ کروڑ لکھی ہے۔ (۳) ملفوظات احمدیہ حصہ اول کے صفحہ ۱۵۹ پر ۹۹ کروڑ مسلمان لکھا ہے۔ (۴) ملفوظات احمدیہ حصہ اول کے صفحہ ۳۳ پر ہے ۹۴ کروڑ مسلمان آپ کے نام لینے والے موجود ہیں۔

## نوجوان سے خطاب

(میرزا محمد سیف اللہ خان شاہ فاروقی)

تو اگر تیرا مراسم اے جوان آزاد ہو  
اک ملکہ باغ گیتی میں شریدا کریں  
کوشش سہم سے توڑیں یہ طلسم مغربی  
عرش سما جو نظر ہو وہ نظریہ را کریں  
جنکے لئے تیل خریدیں جلوہ ہائے طو کو  
دیدہ خونیں سے وہ لعل گہری را کریں  
خوختلی کو متناجیے نظارے کی ہو  
دل کے آتش دان میں ایسا شریدا کریں  
ظلمت شب میں جلا کر شمع نور مصطفیٰ  
اک شعاع رشک خورشید و قمر را کریں  
اس حیاں زندگی سے موت کا ہو اختتام  
موت سے بے غم ہو وہ دل جلیق را کریں

راہ دنیا کو دکھا دیں داعی آرام کی  
خلہ میں تبدیل کر دیں یہ زہی آلام کی

بر ما و ممالک غیر کے خریداران کی خدمت میں گزارش ہے کہ قواعد افغانہ کی رو ملک برلکے لئے پیشہ بڑھادیا گیا ہے ہندو اور دیگر ممالک کے خریداران کے لئے ڈیڑھ روپیہ کے دورہ پیر سالانہ چترہ منظر کیا گیا ہے۔ ممالک غیر میں دی پی نہیں کی جاسکتی لہذا مالک غیر میں بسنے والے معاونین زراعت وچندہ وغیرہ مذکور یعنی آرڈر ارسال فرمائیں۔ جیسے



# آزادی رائے اور مذہب

از حجاب مولانا محمد عثمان صاحب فاضلہ

ہندوستان کے کالجوں اور یونیورسٹیوں نے ہمارے فوٹالوں میں نام نہاد حریت رائے اور آزادی عمل کے ایسے جراثیم پیدا کر دیے ہیں جنہوں نے اخلاقی نظام اور مذہبی وحدت کی تباہ کاریاں کر دی ہیں اور ان بنیادوں کو مٹا ڈالا ہے جن پر ہمارے افکار و قومی اور اعمال مذہبی کی تعبیر مبنی تھی۔ اور جو ہمارے حسن عمل مکمل اخلاق شعار قومی اور مذہبی کمالات کا مظہر تھے ہمارے ہوشمند اور خوش فوجیوں فرنگی درس گاہوں سے ڈگریاں لے کر نکلتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ پارس کی قیصر اور کیمیا کا نسخہ اپنے اور اپنے خاندان کے لئے لائے ہیں حالانکہ وہ کچھ نہیں لائے بلکہ بہت کچھ کھو کر آتے ہیں۔ وہ جتنا لائے ہیں اس سے بہت زیادہ دے کر بھی وہ بھی خیال کرتے ہیں کہ بہت کچھ لائے ہیں۔ اور فرنگیت کا جادو ان سے سب کچھ چھین کر بھی یہ اقرار کر لیتا ہے کہ ان کو قیمتی خزانوں کی کھجی ملی گئی ہے۔ اور مجلس ہونے کے باوجود ان کو تخت شاہی اور تاج خسروی حاصل ہو گیا ہے۔ عر سلطنت اقوام غالب کی ہے اک جادوگری

خود کو فرنگی تعلیم اور مغربی آداب و رسوم سب سے پہلے ہمارے ان پاکیزہ جذبات پر ڈاک ڈالتے ہیں جن کی پرورش مذہب کے گہوارہ میں ہوتی ہے اور جو مدتوں میں اپنے درجہ کمال کو پہنچتے ہیں۔ ابھی یہ جذبات پختہ نہیں ہونے پاتے۔ کہ یورپی سیاست کا غیر مرغی اتحاد اپنا عمل شروع کر دیتا ہے اور یہ نوخیز طبقہ اس کے اشاروں پر اس راستہ پر قدم رکھ دیتا ہے۔ جو اسلام اور اسلامی اصول و مبادی کے عین مخالف سمت میں واقع ہوا ہے اس طبعی راستہ پر قدم رکھتے ہی دہریت اور الحاد آزادی رائے کا جامہ پہن لیتی ہے اسلام اور اکابر اسلام پر نکتہ چینی کو روشن خیالی تصور کیا جاتا ہے اپنے آداب اور اپنی تہذیب و معاشرت کو دوقیاسیت، اور قدراست پرستی، کا خطاب دیدیا جاتا ہے قومی اور ملی شرف کی قباس لئے اتنا کر چھدیک دی جاتی ہے کہ وہ ترقی کے لئے سبک راہ ہے اسلامی شعار اور فرائض کو اس لئے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ کہ وہ آزادی کے منافی اور ناز واپانہ یوں کا گورکھ دھند ہیں۔ اور ان کی تعمیل سے قیمتی اوقات کا قتل عام ہوتا ہے۔

اگر مغربی تہذیب کی بدولت ہمارے فوجیوں کو حقیقی آزادی اور روشن خیالی کی پری ہاتھ لگ جاتی۔ تو ہم سمجھتے کہ ان کی آرزویش پوری ہو گئیں۔ اور جس کے لئے انہوں نے زبردست قربانیاں کی تھیں۔ وہ بالآخر اس میں کامیاب ہو گئے لیکن اس قیمتی کام کا کیا علاج کیا جائے۔ کہ ایسے فوٹالوں کو سب کچھ دیکھ بھی کچھ ہاتھ نہ آیا۔ اور عشق کی تمام منزلوں کو طے کرنے کے بعد بھی محبوب کے حسن و جمال سے آنکھیں محروم ہیں۔ اگر ہمارے چھنے سے اس لئے انکار ہے کہ ہر فریاد و حق کی پابندی ناقابل

برداشت ہے لیکن میں غیر ضروری احتیاط برتنی پڑتی ہے سپاکی اور استنبجہ کا خیال ہر وقت گلوگیر رہتا ہے بار بار ہاتھ منہ دھونے سے طبیعت اکتاتی ہے۔ اور عبادت کے نام پر پشت و برخواست کا دور غیر معقول نظام سر کرنا پڑتا ہے۔ نوٹناؤں اور خوفناک پابندیوں کا کیا جواب ہے۔ جو فنگی آداب کی بدولت ہر مہذب اور تعلیم یافتہ، نوجوان کی زندگی میں داخل ہو گئی ہیں اور جنہوں نے ان کے قدم قدم کو جو جھل زنجیروں میں جکڑ ڈالا ہے۔ یہ صبح کا لباس۔ شام کا لباس اور سونے کا لباس کیسے؟ یہ گھر کی پوشش افسروں سے ملاقات کی پوشش اور کھیلوں کی پوشش کیا بلا ہے؟ یہ کوٹ تیلوں کی جسکڑ بندی۔ کارنگائی کا اتہام فاسم کے جنوں کی نمائش اور سرگٹھے ان کی تبدیلی کس قسم کی آزادی اور حیرت ہے۔ دن میں کئی کئی بار رخساروں کی صفائی اور قیمتی صابونوں کا استعمال اور بار بار آنکھیں دھونا، تماشا گاہ عالم روئے تو، سے بہرہ اندوزی کس قسم کی آسانی اور بے تکلفی ہے۔ بازاروں میں طبیعت پر جبر کر کے تنگت کی نمائش نشست و برخاست اکل و شرب میں غرضی آداب کی پابندی۔ کھانے پینے میں تکلفات اور ملنے جلنے کی سختیاں اسلام کی کس پابندی کا رد عمل ہے۔ اگر ان امور پر غور کیا جائے۔ تو اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہیں۔ کہ انسان کو اس کی سرکشی کی سزا اسی دنیا میں مل جاتی ہے اگرچہ وہ قدرت کے اس انتقام کا ادراک نہ کر سکے۔

و سیاحہ الذین ظلموا اسی منقلب ینقلبون۔ ظالموں کو بہت جلد معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہ کس جگہ لوٹ کر جاتے ہیں۔

اسلام کہتا ہے کہ انصاف والے زکوٰۃ ادا کریں۔ تاکہ ان کے بھائیوں کی پرورش ہو سکے اور اقتصادی نظام مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جائے۔ مگر نوجوان طبقہ کے دماغ میں غریبی کی دماغ آگیا ہے۔ اس نے اس نظام کی اہمیت دلوں سے زائل کر دی ہے اور اب زکوٰۃ نہ دینا معیوب نہیں بلکہ دنیا معیوب ہے زکوٰۃ دینے والے مایوس نہیں بلکہ دینے والے قابل ملامت ہیں۔ اس لئے کہ سرمایہ داروں کو اتفاق پر مجبور کرنا اخلاق کی نظر میں ظلم ہے جس کی کسی حالت میں جائز نہیں۔ اس لئے دینے نہ دینے کو انسان کی مرضی پر چھوڑ دینا چاہئے۔ علاوہ اس کے یہ ایک قسم کی پابندی ہے جو انسان کی آزادی میں مغل ہوتی ہے۔

لیکن مغرب کے یہی شاگرداؤں ٹیکس، پرمینیل ٹیکس، انکم ٹیکس وغیرہ پر کبھی معترض نہیں ہوتے اور بڑی خوشی سے اس فرض کو انجام دیتے ہیں۔ یہی حضرات جو زکوٰۃ کو ایک باغظیم سمجھتے ہیں۔ کلبوں کے چند سے بڑی خوشی سے ادا کرتے ہیں پارٹیوں میں بڑھ کر اپنی سخاوت کی نمائش کرتے ہیں۔ صاحب بہادر کے اشارہ پر فضیلیوں کے منہ کھول دیتے ہیں۔ اور داسرے فڈ میں کچھ نہ کچھ دیکر ترخہ وفاداری ضرور حاصل کر لیتے ہیں۔ مگر زکوٰۃ کا ادا کرنا قابل برداشت ہے عہد جاہلیت کا نظام ہے اور ملاؤں کی پرورش کا بہانہ ہے۔ حکومت کے ٹیکس ادا کرتے ہیں کیونکہ جانتے نہیں کہ قانونی تعزیرات کھولے کھڑے ہیں۔ اور جیل کے دروازے پر چشمہ براہ ہیں۔ لیکن اگر قرآن کریم اسلامی ٹیکس ادا نہ کرنے والوں کو اس جرم



قیدیوں پر بھی لڑھکھاری ہو جاتا ہے۔ اگر یہ شریعت اور احکام الہیہ سے بے رخی و بے اعتنائی کی سزا نہیں ہے۔ تو اور کیا ہے۔ اگر یہ اپنے خود ساختہ اصولوں کی شکست اور دین کی براہ میں بے راہ روی کا رد عمل نہیں ہے۔ تو بتایا جائے کہ اس غلامانہ زندگی کی صحیح تعبیر کیا ہے۔ صحیح قول یا باری تعالیٰ نے

وَاِذَا قِيلَ لَهُمُ تَعَالَوْا لِمَا مَنَعَكَ مِنَ الْاِيْمَانِ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ بِنَا مِنْ شَيْءٍ مِنْكَ فَهِيَ الْاِيْمَانُ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدا کے نازل کردہ قانون اور اس کے رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق کس طرح چپختے ہیں تو دیکھو وہ اپنے کڑوتوں کی وجہ سے خود کسی عہدیتوں میں گرفتار ہو گئے۔

بِمَا قَدْ مَنَعَ اِبْدَ بَيْعِهِ (پ ۶)

اعمال خیر کا ترک اور فرائض سے غفلت گو بہت بُرا جرم ہے مگر اس جرم سے بہت کم ہے جو کناہ کو ثواب سمجھنے فرائض و واجبات کا مذاق اڑانے اور محصیت کے ارتکاب کو جائز بلکہ ضروری خیال کرنے سے انسان کو باغی اور سرکش بنا دیتا ہے اور جس کے بعد حسن و قبح خیر و شر اور نیکی و بدی کا امتیاز اٹھ جاتا ہے۔ نازیبا مگر فرائض کا ترک کر دینا اسلام کی نظر میں محصیت اور خدا کے حکم سے ستر ناجی ہے مگر ترک فرائض کے ساتھ ان کا مذاق اڑانا اور ان کی تعمیل کرنے والوں کو قدامت پسند کہنا نازیبا لگتا ہے اور ایسی شیطانت ہے جس کے بعد کفر و عصیان کی تمام سرحدیں ختم ہو جاتی ہیں اور سوائے ضلالت کے ایسے مجرم کے دامن میں کو کچھ نہیں رہتا۔ مگر دم دیکھتے ہیں کہ آج مغربی تحقیق اور ریسرچ کی بدولت یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ اور ان کی طرف سے ہوتا ہے جو مسلمان ہیں مسلمانوں کی اولاد ہیں اور ملت اسلامیہ کے اعضاء و ارکان ہیں اسلام سے پھلی بغاوت کا جرم سر نہ بیٹھنے والے کو ہر جگہ نظر آ سکتا ہے۔ گلیوں میں، ملاقات کے کمروں میں، کھیل کے میدانوں میں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں غرض ہر جگہ اور ہر وقت ایسے نوجوان دیکھے جاسکتے ہیں جو نہ صرف فرائض الہیہ کے تارک ہیں بلکہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اسلامی احکام پر ٹھاکا لگاتے ہیں۔ اور ان کو اس زمانہ کی تہذیب و معاشرت اور ترقی کے منافی خیال کرتے ہیں۔

حب ایسے نونا لوں سے کہا جاتا ہے کہ اسلام کے حق میں یہ گستاخیاں کفر و معصیت ہیں تو وہ حبصہ کر دیتے ہیں کہ آزادی رائے ہر انسان کا پیدا شدہ حق ہے اور ہر شخص کو اپنی رائے استعمال کرنے کا حق ہے وہ مذہب مذہب ہی نہیں جو کسی کی رائے کو برداشت نہ کر سکے اور موعوم کی ناک ننگ ہر شخص کے گلے پڑ جائے لہذا ہر تعلیم یافتہ کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے آزادی و استعمال کرے اور مذہب کی جو بات سمجھ میں نہ آئے اس کا صاف صاف اعلان کر دے

آزادی رائے کا اگر یہی مطلب ہے کہ کسی نظام کو تسلیم کر کے اس کے خلاف نفرت پھیلانی جائے۔ اور اس کے اصول اور بنیادی عقائد

کیخلاف اپنی رائے کا استعمال کیا جائے تو جہتیں کہ اندکی اور لغات کس چیز کا نام ہے اور دنیا آزادی کے ان عملی مظاہروں کو کیوں سمجھتی ہے اور پھر تعلیم یافتہ اور روشن خیال حضرات اپنی زندگی میں اس کا استعمال کیوں ناجائز سمجھتے ہیں۔ کیا کسی کلب میں داخل ہو کر اور اس کے اصول و ضوابط کو مان کر کسی تعلیم یافتہ نے اس کے خلاف کبھی آزادی رائے کا استعمال کیا ہے اور کبھی اس کے اساسی نظام کا مذاق اڑایا ہے۔ یا کسی حریت پسند نوجوان نے کسی سکول کا بیچ یا یونیورسٹی میں داخل ہو کر اس کے اصول میں اپنی رائے کو دخل دیا ہے۔ اور کبھی ایسے اداروں سے وابستہ رہ کر انہوں نے اس کے خلاف لغات و پھیلائی ہے یا اگر آزادی رائے کا استعمال ہر جگہ کیا جاسکتا ہے اور اس کے حدود و مقرر نہیں تو درگاہوں کلبوں، انجمنوں اور سوسائٹیوں میں اس کا بے مگر کی سے کیوں استعمال نہیں کیا جاتا جس کا مستحق صرف اسلام کو سمجھ لیا گیا ہے؟ اپنی بنائی ہوئی سوسائٹیوں اور خود ساختہ کلبوں کے اصول و ضوابط کو اس درجہ قابل احترام اور سزاوارتھ کیل کر ان کی مخالفت کی جرأت تک نہیں کی جاتی اور ایسا کر نیوالوں کو خارج کر دیا جاتا ہے مگر قانون الہی اور اصول شریعت اس قدر زراں ہیں کہ نفیس پرست اور فخری غلام اس کو بہت مطاع بنائے ہیں حق بجانب قرار پائے۔ اور جہل حماقت کے باوجود اس کا مذاق اڑائے یا آخر آزادی رائے کا بے لگام گھوڑا خود ساختہ اصولوں کے سامنے اس قدر تاج فرمان اور متقا کیوں بن جاتا ہے؟ اور مذہب کو دیکھ کر وہ قابو سے باہر ہو جاتا ہے؟ کیا یہی دنیا کا کوئی متفقہ فیصلہ ہے کہ اپنے خود ساختہ نظام میں اندکی پیدا کی جائے اور جو شخص اس امر کا ترکیب ہو اس کو زیادہ سے زیادہ سزا دی جائے۔ مگر مذہب کے اصول و مبادی میں اتار کی۔ لغات، سرکشی، بد اخلاقی، تسخر، نکتہ چینی اور تنقیہ عرض قسم کی شرارت کو جائز مستحسن بلکہ ضروری سمجھا جائے؟ بلا ارشاد

## حساب و کتاب

جن اصحاب کے نام و بتاریخ دی گئی ہیں صحت میں ان کی مدت خریداری اس جتنے پر ختم ہو گئی ہے ایسے حضرات براہ کرم آئندہ جینے کے لئے اپنا زرخیزہ بذریعہ پستی آرڈر ارسال فرمائیں اگر بعد اخواستہ کسی مجبوری کی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو تو فرمایا گیا کہ دفتر شمس السلام کو اس جنوری ۱۹۳۸ء سے پہلے پہلے مطلع فرما دیں ورنہ خاموشی کی صورت میں ماہ فروری ۱۹۳۸ء کا پرچم فروری ۱۹۳۸ء کو بذریعہ پستی ارسال کیا جائے گا مگر ان کا اسلامی فرض نہ ہوگا

۱۰۹۷	ایم ای لا صاحب پروم (ربا)	۱۰۱۸	جانب سی ۱-ے صالح عطا چھاوٹ
۹۹۸	ایم جی یوسف صتا	۱۰۲۰	صلے بخش صاحب ٹٹلے (ربا)
۱۰۰۶	ایم ای مامون صاحب چھاوٹ (ربا)	۱۰۲۵	ایم غلام مصطفیٰ صاحب کوٹلیگر
۱۱۷۸	غلام ابو الطیر غفور صاحب اینا جاوٹ (ربا)	۱۰۲۲	سایاں عبد المجیب صتا پٹہ داخان
۱۰۰۲	حافظ غلام ربانی صاحب کچوال	۱۱۸۰	محمد رحمت اللہ صاحب رگودہ
۱۰۲۲	عبدالرحمن خان صاحب میرا شاہ	۱۱۸۱	مولوی محمد طفیل صتا امرتسر
۱۰۰۹	مستری علم دین صتا لٹکان (ربا)	۱۱۲۳	نورین احمد صتا خان شملہ

# غزل

چمن میں دست قدرت نے ہوئی ایسی خوابندی  
ہوئے آپ تو ترک خوی و خوارے غافل  
غلط بخشی ترے نیند کی باباف مری توبہ  
مرے گوشِ تصور میں نوا یہ عیب سے آئی  
یہی لہ نہارا ایل رہے گرو بھی چندے  
حدیثِ دل کہوں کیا ہم نوا انکی حضوری میں  
اڑا دے سوزِ الحاد کے تو پر خچے شاکر  
کہ اس سے ہو رہا ہے دامنِ اسلام پونڈی  
(شاکر صدیقی)

وی پی نہیں کیا گیا { شائع کر دے گئے تھے۔ ایسے احوال کے نام اشاعت نہا کا پرچہ وی پی نہیں کیا گیا۔  
بامیہ نظوری پرچہ بھیجا جاتا ہے براہِ کرم تمام اصحاب اپنا زچہ بند لایینی ارڈر روانہ فرما کر ممنون فرماویں۔ وی پی میں سہرا نہ  
نہرچہ ہوتے ہیں۔ اور وی پی کی صورت میں دفتر کو مالی خسارہ ہوتا ہے۔ جو صاحب کسی وجہ سے رسالہ کی اشاعت سے شکش  
ہونا چاہیں۔ وہ اسی پرچہ کو لکھنا نہیں ڈالنا چاہیے گا کہ دفتر جریدہ شمس الاسلام بھیرہ کا پتہ لکھ کر واپس بھیجیں اس طرح میں  
ان کے ارادہ کا علم ہو جائیگا۔ اور وی پی کے صفر سے دفتر کو نجات حاصل ہو جائیگی جن اصحاب کی طرف سے پرچہ یا چندہ  
موصول نہ ہوا ان کی خدمت میں ماہِ فروری کا رسالہ بند لایہ وی پی ارسال ہوگا۔ جس کا وصول کرنا ان کا اسلامی اخلاقی فرض ہوگا یا پھر

## مشفقانہ تحفہ!

عطرِ روح افزا یہ عطرِ مقدس خوشبودار ہے کہ ذرا سالکانے سے دماغ معطر ہو جاتا ہے اسے لگا کر جس محفل میں جاؤ، ساری محفل خوش  
میں بس جائے اسکی خوشبو صابن ہو کر نہا دھونے کے باوجود بھی نہیں جاتی ہفتہ بھر تتی ہے کپڑوں پر تسم کا دھبہ داغ نہیں پڑتا۔  
شادیوں کیلئے بے بہا تحفہ۔ قیمت فی نشی سے

معینِ حسن، سہارا تیار کردہ معین جن چہرہ کو خوبصورت اور دلچسپ بنانے میں نظمیر نے کمال مہارت چھانی اور قسیم کے ہمداد انھوں  
اور دھبوں کو بہت جلد دور کرتا ہے خوشبو بھی میسر ہے وی پی شمس الاسلام بھیرہ، ضلع شاہ پور (پنجاب)

# تشکر و امتنان

۱۲ نومبر ۱۹۳۷ء سے ۲۸ دسمبر ۱۹۳۷ء تک  
کی احانت میں حصہ لیکر ممنون فرمایا فخریہ

تاریخ	نام	رقم	تاریخ	نام	رقم
۱۱/۱۲	معلوم الاسم صاحب	۵	۱۱/۱۲	فاضل فیض الہی صاحب بھیرہ	۵
۱۱/۱۲	نذیر حضرت مولانا طاہر احمد	۱۱	۱۱/۱۲	علی اصغر صاحب	۱۱
۱۱/۱۲	صاحب بگوی بھیرہ	۱۱	۱۱/۱۲	پیراغ الدین صاحب بھیرہ	۱۱
۱۱/۱۲	ماسٹر خلدین صاحب بھیرہ	۱۱	۱۱/۱۲	شیر محمد صاحب صاحب کدہ	۱۱
۱۱/۱۲	مستری فضل الہی صاحب	۱۱	۱۱/۱۲	میاں محمد سعید صاحب بھیرہ	۱۱
۱۱/۱۲	میاں محمد اعظم صاحب پیرہ	۱۱	۱۱/۱۲	سراج الدین صاحب	۱۱
۱۱/۱۲	محمد حسن صاحب چغتائی بہاؤ	۱۱	۱۱/۱۲	سردار محمد صاحب زین پور	۱۱
۱۱/۱۲	مالیاجاب خواجہ فضل الہی صاحب	۱۱	۱۱/۱۲	میاں احمد الدین صاحب بھیرہ	۱۱
۱۱/۱۲	مہتہ بھیرہ	۱۱	۱۱/۱۲	حافظ فضل کریم صاحب بھیرہ	۱۱
۱۱/۱۲	شیخ محمد طاہر صاحب بھیرہ	۱۱	۱۱/۱۲	شمس الدین صاحب بھیرہ	۱۱
۱۱/۱۲	قیمت کھال کبرا	۱۱	۱۱/۱۲	مجتبیٰ کوٹہ ناز عید النضر	۱۱
۱۱/۱۲	مالیاجاب حاجی محمد حسن صاحب	۱۱	۱۱/۱۲	از عید و قمر بر عید الفطر	۱۱
۱۱/۱۲	مہتہ بھیرہ	۱۱	۱۱/۱۲	مسماہ سبخت بھیری صاحب بھیرہ	۱۱
۱۱/۱۲	از عید و قمر بر عید	۱۱	۱۱/۱۲	فاضل فیض الہی صاحب	۱۱
۱۱/۱۲	خواجہ محمد امین صاحب بھیرہ	۱۱	۱۱/۱۲	عبد الرسول صاحب بھیرہ	۱۱
۱۱/۱۲	محمد امین صاحب بھیرہ	۱۱	۱۱/۱۲	فاضل محمد حیات صاحب بھیرہ	۱۱
۱۱/۱۲	محمد صدیق صاحب بھیرہ	۱۱	۱۱/۱۲	غلام محمد صاحب	۱۱
۱۱/۱۲	محمد ٹپا صاحب بھیرہ	۱۱	۱۱/۱۲	نامعلوم الاسم صاحب	۱۱
۱۱/۱۲	منشی غلام حسین صاحب	۱۱	۱۱/۱۲	محمد شفیق صاحب	۱۱
۱۱/۱۲	مستری علی بھیرہ	۱۱	۱۱/۱۲	نذیر حضرت مولانا طاہر احمد	۱۱
۱۱/۱۲	حافظ دوست محمد صاحب	۱۱	۱۱/۱۲	بگوی بھیرہ	۱۱
۱۱/۱۲	مستری عبد الواحد	۱۱	۱۱/۱۲	بگوی بھیرہ	۱۱

عمر	۲۷	منشی عبدالرشید صاحب بھیرہ	عمر	۲۷	شیخ محمد اکبر صاحب نیشنل بھیرہ
۱۵	۲۷	ملک بخش صاحب	۱۵	۲۷	حاجی محمد شیع صاحب
۱۶	۲۷	مولوی محمد ازہر صاحب	۱۶	۲۷	چمن الدین صاحب
۱۷	۲۷	حافظ جان محمد صاحب	۱۷	۲۷	منشی محمد صدیق صاحب بھیرہ
۱۸	۲۷	راجہ سیف علی صاحب	۱۸	۲۷	کرم الدین صاحب بھیرہ
۱۹	۲۷	میان محمد صاحب بھیرہ	۱۹	۲۷	فتح محمد صاحب بھیرہ
۲۰	۲۷	حکیم علی محمد صاحب	۲۰	۲۷	منشی فتح محمد صاحب بھیرہ
۲۱	۲۷	حافظ محمد بخش صاحب	۲۱	۲۷	فضل الہی صاحب
۲۲	۲۷	منشی محمد الدین صاحب	۲۲	۲۷	میان محمد صدیق صاحب
۲۳	۲۷	حاجی فضل کریم صاحب	۲۳	۲۷	محمد دین صاحب
۲۴	۲۷	محمد صدیق صاحب	۲۴	۲۷	کرم الہی صاحب
۲۵	۲۷	دوست محمد صاحب	۲۵	۲۷	میان باہم بخش صاحب
۲۶	۲۷	سلطان احمد صاحب	۲۶	۲۷	حکیم محمد صدیق صاحب
۲۷	۲۷	منشی اللہ رتہ صاحب	۲۷	۲۷	حاجی غلام حسن صاحب
۲۸	۲۷	محمد صادق صاحب	۲۸	۲۷	چندہ الکریم مہدائیت فٹ
۲۹	۲۷	محمد حیات صاحب	۲۹	۲۷	حزب الانصار بھیرہ
۳۰	۲۷	غلام قادر صاحب	۳۰	۲۷	نذیر احمد صاحب
۳۱	۲۷	منشی کرم الہی صاحب	۳۱	۲۷	گوبی بھیرہ
۳۲	۲۷	شیخ علی محمد صاحب نیشنل	۳۲	۲۷	ماسٹر ال خان صاحب کوٹمن
۳۳	۲۷	پیر اذتہ صاحب بھیرہ	۳۳	۲۷	محمد عظیم صاحب پراجہ بھیرہ
۳۴	۲۷		۳۴	۲۷	غلام قادر صاحب بھیرہ

گوشواره ماقبل مخارج مجلس مرکزیه خراب انصار کعبه بابت ماه نومبر ۱۳۰۶ء

تفصیل	دارالعلوم عزیزیہ	تبلیغ الاسلام	یتیم خانہ	چند ارکان	کتاب خانہ	مستحققات	میزان
داخل	۲۰-۹-۰	۲۱-۸-۰	۲۵-۰-۰	۵۳-۰-۰	۰-۰-۰	۲-۹-۴	۱۳۲-۲-۴
خارج	۲۲۱-۲-۳	۷۲-۱۱-۰	۸-۵-۳	۰-۰-۰	۴۱-۱۲-۰	۲۴-۱-۰	۱۱۱-۱-۶

فقید و ماحصل کیا گیا ۲۷۷-۱۳-۰ غلام حسین محاسب فخر خراب انصاریہ







مذہبِ محمدیؐ کی ترقی و ترقی کے لیے جو کچھ ممکن ہو سکے وہ سب کچھ کرنا  
وہ سب کچھ کرنا جو کچھ ممکن ہو سکے وہ سب کچھ کرنا